﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾

امام سجادؑ
اور
انسانی تربیت

مؤلّف: حجۃ الاسلام والمسلمین ڈاکٹر مولانا عبداللہ احمد الیوسف (قطیف)

مترجم: حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا میرزا عسکری حسین، مقیم کویت

امام سجاد علیہ السلام
اورانسانی تربیت

مؤلّف:

حجۃ الاسلام والمسلمین ڈاکٹر مولانا عبداللہ احمد الیوسف (قطیف)

مترجم:

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا میرزا عسکری حسین، مقیم کویت

ناشـــر

ادارۂ اصلاح، لکھنؤ۔ ۲۲۳۰۰۳۔ یوپی (انڈیا)

بتعاون امام المہدی عج ٹرسٹ

مشخصات

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

نام کتاب: امام سجادؑ اور انسانی تربیت

مولف : حجۃ الاسلام والمسلمین ڈاکٹر مولانا عبداللہ احمد الیوسف (قطیف)

مترجم : حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا میرزا عسکری حسین، مقیم کویت

صفحات 64

قیمت : 20روپئے

اشاعت: طبعہ الاولی

سال اشاعت: جنوری ۲۰۲۱ء

نشر وتوزیع: ادارۂ اصلاح

باتعاون : امام المہدیؑ ٹرسٹ

ISBN 13 : 978-93-87479-66-1
ISBN 10 : 93-87479-66-8

IDARA E ISLAH
Masjid Diwan Nasir Ali, Murtaza Husain Road
Yahiyahganj, Lucknow-226003 UP INDIA
Ph. & Fax : 0091 522 4077872
E-mail: islah_lucknow@yahoo.co.in
www.islah.in

بسم الله الرحمن الرحيم

{لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ}

(ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا ہے)

سورہ تین، آیت: ۴

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحات
۱	عرض ناشر	۷
	پیش لفظ	۸
۲	عرض مترجم	۱۱
۳	اہداء	۱۵
۴	امام سجادؑ اور دعاؤں کے ذریعہ تربیت	۱۶
۵	صحیفہ سجادیہ اور دعاؤں کے ذریعہ تربیت	۱۹
۶	دعا کے آثار	۲۵
۷	استجابت کی شرطیں	۲۷
۸	☆ معرفت خدا	۲۷
۹	☆ اللہ کے احکام پر عمل	۲۷
۱۰	☆ قلبی رجحان	۲۸
۱۱	☆ حلال روزی	۲۸
۱۲	☆ کیفیت دعا	۲۹
۱۳	☆ مناسب وقت	۳۰
۱۴	استجابت میں رکاوٹیں	۳۱
۱۵	☆ گناہ	۳۱
۱۶	☆ دوسروں پر ظلم وستم	۳۱
۱۷	☆ امر بالمعروف اور نہی از منکر کا ترک کرنا	۳۱
۱۸	☆ حرام غذا	۳۲
۱۹	☆ مصلحت خدا	۳۳
۲۰	مقبول دعائیں	۳۴
۲۱	☆ نیک اور بد کردار اولاد کے لئے باپ کی دعا یا بددعا	۳۴

۲۲	☆ ظالم کے لئے مظلوم کی بدعا	۳۴
۲۳	☆ مومن کی مومن کے حق میں دعا	۳۵
۲۴	☆ کثرت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے کی دعا	۳۵
۲۵	امام سجادؑ اور غلاموں کی تربیت	۳۶
۲۶	امام اور غلام	۳۷
۲۷	غلاموں اور کنیزوں سے اچھا برتاؤ	۴۰
۲۸	☆ غلاموں کی تعلیم وتربیت	۴۰
۲۹	☆ کنیزوں سے شادی اوران سے اولاد	۴۰
۳۰	☆ غلاموں سے عفوو گذشت	۴۳
۳۱	☆ غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کرنا	۴۵
۳۲	امام سجادؑ اور فقراء کی دستگیری	۴۷
۳۳	☆ فقراء کے ساتھ نیک برتا	۴۷
۳۴	الف ۔فقراء کا احترام	۴۷
۳۵	ب ۔غریبوں سے نرمی	۴۷
۳۶	ج ۔سائل کو رد نہ کرنا	۴۸
۳۷	☆ مقروض کے قرض کی ادائیگی	۴۹
۳۸	☆ عام اطعام	۴۹
۳۹	☆ غریبوں کی کفالت	۵۰
۴۰	☆ پوشیدہ اعانت	۵۰
۴۱	امام سجادؑ اور رسالہ حقوق	۵۳
۴۲	امام سجادؑ اور انسانی حقوق کا بنیادی خاکہ	۵۳
۴۳	رسالہ حقوق کے امتیازات اور خصوصیات	۵۴
۴۴	اہم حقوق	۵۵
۴۵	رسالہ حقوق اور سماجی عدل وانصاف	۵۷
۴۶	مصادر واسناد	۵۹
۴۷	تعارف مولف	۶۳

باسمہ تعالیٰ

عرض ناشر

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ علیٰ اھلھا

بیکراں مصائب وآلام کے باوجود امام زین العابدین علیہ السلام نے امامت کی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دیتے ہوئے انسانی تربیت کے جو کارنامے انجام دیئے ہیں وہ رہتی دنیا تک ناقابل فراموش رہیں گے۔ بالخصوص صحیفۂ کاملہ کی دعاؤں میں کیا کیا بہترین تعلیمات موجود ہیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام کا رسالۂ حقوق بھی انسانی تربیت کے سلسلے میں ایک نادر نعمت ہے۔ معبود جزائے خیر دے حجۃ الاسلام ڈاکٹر عبد اللہ احمد الیوسف صاحب (قطیف) کو کہ انہوں نے اس کتاب میں انسانی تربیت کے سلسلے میں امام زین العابدین علیہ السلام کے تعلیمات پر بڑے ہی دل نشیں انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ جس کا عام فہم اور سلیس ترجمہ جوان وفعال عالم دین حجۃ الاسلام مولانا میرزا عسکری حسین صاحب (مبلغ کویت) نے فرمایا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے ناظرین کو تربیتی دنیا کے رموز سے واقفیت حاصل ہوگی۔ بحمد اللہ ادارۂ اصلاح اس کی اشاعت کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ دعا فرماتے رہیں کہ اس طرح کے شرف بتوفیقات الٰہی و بتائیدات معصومین علیہم السلام بالخصوص حضرت حجت عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیر سرپرستی یہ کاروانِ خدمت پیش قدمی کرتا رہے۔

فقط

سید محمد جابر جوراسی

مسئول ادارۂ اصلاح لکھنؤ ۳

۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ۔ ۱۳۸۲ شہادت حسینی

پیش لفظ

امام علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب حضرت سید سجاد علیہ السلام (۳۸ھ تا ۹۵ھ) سلسلۂ امامت کی چوتھی کڑی اور اہل بیت اطہارؑ میں سے ہیں۔ ان سے اللہ نے ہر رجس و برائی کو دور رکھا ہے۔

امام سجادؑ اپنے دور امامت میں بلاتفریق خاص و عام کے لئے منارہ علم اور مرکز تربیت ہونے کے ساتھ ساتھ شریعت کے حقیقی ترجمان اور مفسر قرآن بھی تھے۔

آپ عبادت، زہد، تقوی اور پرہیزگاری کی اعلی مثال تھے۔ آپؑ کو ساجدین کا سردار، عبادت گزاروں کی زینت اور پرہیزگاروں کا پیشوا کہا گیا ہے۔

امام سجادؑ نے اپنی زندگی میں بہت سے حادثات اور تلخیوں کا سامنا کیا جن میں واقعہ کربلا سب سے زیادہ المناک و کربناک تھا اور اس کے اثرات بھی اس قدر تلخ اور دردآور تھے کہ امام سجادؑ پوری زندگی صبر و وقار اور حکمت کے ساتھ انہیں یاد کرتے رہے۔

امام سجادؑ نے اپنے والد امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد پہلی صدی ہجری کے دوسرے نصف کے پرآشوب دور میں، امامت کی باگ ڈور سنبھالی اور تمامتر دشواریوں اور حالات کی دگرگونیوں کے باوجود امامت و قیادت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

امام سجادؑ امت پر منڈلاتے خطرات کا قریب سے جائزہ لے رہے تھے، جن میں سب سے نمایاں امت مسلمہ کا بیرونی اور غیر اسلامی ثقافتوں سے متاثر ہونا تھا جس نے مسلمانوں کی شناخت و انفرادیت اور اسلامی امت کی راہ و روش کو بدل دیا تھا۔

دوسرا مسئلہ مذہبی اور اخلاقی اقدار کا زوال اور معاشرہ میں برائیوں کا بڑھنا اور لوگوں کا دنیاوی عیش و عشرت میں بیش از حد غرق ہونا تھا۔ جس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اس طرح لوگوں کو دنیاوی زرق و برق میں الجھا کر اسلامی راہ و رسم اور اسلام کے اعلی اہداف و مقاصد سے دور کیا جا سکے۔

ایسے حالات میں امام سجادؑ نے واقعہ کربلا کے بعد انسانی سماج کی تعمیر و تربیت کے لئے معاشرہ میں لوگوں کی دینی و علمی تربیت کی مہم چلائی اور ایسے شاگرد تیار کئے جو سماج میں معلم اور مربی ہونے کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کو مزید خطاؤں اور لغزشوں سے بچا سکیں نیز سماج کے علم دوست طبقہ میں علوم و معارف کو عام کریں۔

امام سجادؑ کی تربیت و خدمات کا محور انسان سازی اور معاشرہ میں تعلیم و تربیت تھا کیونکہ امت کی پیش رفت اور ثقافتی رشد و نمو میں لوگوں کی تربیت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

انسانی سماج کی تعلیم و تربیت میں امام سجادؑ کی کاوشوں پر اس کتاب میں مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ امام سجادؑ کی کاوشوں کے چند نمایاں پہلوؤں کو مندرجہ ذیل عناوین میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

۱۔ روحانی تربیت (دعاؤں کے ذریعہ تربیت)

۲۔انسانی تربیت (غلاموں کی تربیت)

۳۔معاشی تربیت (فقیروں اور ناداروں کی دستگیری)

۴۔حقوق کی ترویج (رسالہ حقوق کے ذریعہ تربیت)

امام سجادؑ مسلمانوں کو اخلاقی، روحانی، علمی، فکری اور معاشی اعتبار سے اس مقام پر لے جانا چاہتے تھے کہ معاشرہ میں لوگ اپنی ذمہ داریوں کو سنبھال سکیں کیونکہ سماج میں علمی اور دینی اعتبار سے تربیت یافتہ افراد ہی معاشرہ کی ذمہ داریوں کو سنبھال سکتے ہیں۔معاشرہ کی تعمیر وترقی اور عملی پیشرفت ایسے ہی لوگ کر سکتے ہیں۔

امام سجادؑ کی درسگاہ سے بے شمار لوگ فیض یاب ہوئے ہیں۔آپؑ کی درسگاہ میں ایسے علماء، فقہاء اور بزرگ دانشور پروان چڑھے ہیں جو بے مثل و بے نظیر ہیں۔

آخر میں اللہ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو میرے اعمال نامہ کی سنگینی اور اس دن کا ذخیرہ قرار دے کہ جس میں مال و اولاد ہرگز کام نہیں آئے گی، سوائے یہ کہ انسان قلب سلیم کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔اور بے شک اللہ کی ذات، امیدوں کا مرکز، آرزؤں کا محور نیز جود وعطا اور رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔

اللہ المستعان

عبداللہ احمد الیوسف

الحلۃ ۔القطیف

الجمعۃ ۷ / رمضان ۱۴۳۸ھ ۲ / جون ۲۰۱۷ء

عرض مترجم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتھک کوششوں کے بعد جو انقلاب اور تبدیلی جزیرہ عرب اور قرب و جوار کے دیگر خطوں میں آئی تھی وہ خود میں ایک مثال ہے۔ لیکن آپؐ کی آنکھیں بند ہوتے ہی مسلمانوں کے ایک قابل ملاحظہ طبقہ میں انحراف و اختلاف نمایاں ہونے لگا۔

رسول اللہؐ کی رحلت کے بعد اسلام میں سب سے پہلی درار مسئلہ خلافت پر نمایاں ہوئی۔ آنحضرتؐ نے اپنے بعد کیلئے اپنے جانشین اور خلیفہ مقرر فرمادئے تھے، لیکن مسلمانوں کے ایک طبقہ نے اسے تسلیم نہ کیا اور ایک مستقل سلسلہ خلافت تیار کرلیا جس کا آغاز سقیفہ بنی ساعدہ سے ہوا۔ جہاں مسلمانوں کے ایک گروہ نے تمام مسلمانوں کے لئے ایک خلیفہ مقرر کرلیا۔

جانشینی پیغمبر اکرمؐ میں اختلاف دراصل مکمل دین میں اختلاف کا سبب ہوتا ہے کیونکہ خلیفہ رسولؐ اور ان کا جانشین دراصل ان کے دین کا ترجمان اور مبین کی حیثیت رکھتا ہے اور ایسے جانشین کا انتخاب خدا یا خود پیغمبر اکرمؐ ہی کرسکتے ہیں اور اس خلیفہ و جانشین کا سلسلہ علم و دانائی پیغمبر خداؐ اور پھر اس کے بعد وحی خدا اور علم لدنی سے ہوتا ہے تاکہ دین کو اسی طرح بیان کرے جس طرح اللہ نے اپنے پیغمبرؐ پر نازل کیا ہے۔ ایسے میں خلافت میں اختلاف دراصل دین کے صحیح منبع و ماخذ میں اختلاف ہے اور خلافت میں انحراف دراصل حصول دین کے صحیح راستہ میں اختلاف ہے۔

مسلمانوں نے اپنی اس غلطی کی اصلاح نہیں کی اور عرصہ دراز تک بلکہ آج تک اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ جبکہ اللہ نے سلسلہ امامت و جانشینی رسولؐ صرف اس لئے قائم کیا تھا کہ مسلمان صحیح دین اور صحیح شریعت پر گامزن رہیں۔ لیکن ایک بڑے طبقہ کا انحراف سبب ہوا کہ رفتہ

رفتہ مسلمانوں سے تمام اقدار و افکار اسلام دور جاتی رہیں اور بیرونی وغیر اسلامی تہذیبوں سے اسلامی معاشرہ متاثر ہوتا رہا اور عالم یہ ہوا کہ پہلی صدی ہجری ہی میں مدینہ منورہ جیسے مقدس شہر میں غنا و رقاصی جیسے محرمات عام ہونے لگے، زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں پھر سے زندہ ہونے لگیں، پھر سے طبقاتی نظام اور عرب وعجم کا فرق مسلمانوں کے درمیان پنپنے لگا اور نہ صرف یہ مسلمان نماز و روزہ جیسے فرائض کے احکام بھولنے لگے اور دین صرف رسم و آداب کی شکل میں باقی رہنے لگا۔

چنانچہ ایسے حالات میں دین کا خاتمہ یقینی تھا اور مکمل طور پر پھر سے اسلام کفر میں تبدیل ہوجاتا، تمام دینی قدریں ختم ہوجاتیں، خلافت و امامت کا سلسلہ جو اللہ نے اپنے نبی کے ذریعہ قائم کیا تھا وہ سینہ سپر ہو کر دین اور تمام دینی اقدار کے لئے ایک ڈھال کے مانند اس کی حفاظت و پاسبانی کرتا رہا اور امام علیؑ سے لیکر آخری امام تک تمام اماموںؑ نے اپنے زمانے اور حالات کے اعتبار سے دین کی حفاظت کی اور دین کو تباہ و برباد ہونے سے بچایا اور یہ الٰہی سلسلہ بعد کی نسلوں تک صحیح و سالم منتقل کیا۔

اس سلسلہ میں امام زین العابدین سید الساجدینؑ کا ایک منفرد اور نمایاں کردار تھا۔ آپؑ کا دور واقعہ کربلا کے بعد ایک پر آشوب اور تباہ کن دور سے گزر رہا تھا۔ اسلام سسکیاں لے رہا تھا دینی اقدار خاتمہ کی کگار پر تھے، دور جاہلیت کی تمام عادتیں و آداب پھر سے پنپنے لگیں۔ لیکن امام سجادؑ نے اپنی تدابیر و حکمت عملی کے ذریعہ دین حق کو پھر سے زندہ کیا اور پھر سے اسی اسلام کو معاشرہ میں پلٹایا جو رسول خداؐ لے کر آئے تھے۔ یقینا سلسلہ خلافت و امامت میں مکمل طور پر مسلمانوں کو متفق نہ کر پائے لیکن دین کا سرمایہ و اقدار کو بچالیا، ڈوبتی انسانیت کو پھر حیات نو دے دی۔

سر دست کتاب میں اسی موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کا عربی سے اردو میں ترجمہ ہوا ہے۔ عربی میں اس کا عنوان ''الامام السجاد و البنائی الانسانی'' جس کا

اردو میں ''امام سجادؑ اور انسانی تربیت'' کے عنوان سے ترجمہ ہوا۔

اس کتاب کے مولف جناب حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا ڈاکٹر عبداللہ احمد الیوسف ہیں۔آپ سرزمین قطیف سے ایک فاضل و قابل قدر محقق و مولف ہیں۔آپ مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں اور مقالات و مضامین کے مولف و مصنف ہیں۔کتاب حاضر میں آپ کی کاوش وقلم فرسائی آپ کے علم و دانش اور بالغ نظری کی دلیل ہے۔اس کتاب میں مندرجہ ذیل اہم موضوعات کی توضیح وتشریح کی گئی ہے:

لوگوں کی روحانی تربیت (دعاؤں کے ذریعہ تربیت)،انسانی کی قدرومنزلت کی پاسداری (غلاموں کی تربیت)، معاشی تربیت (فقرا اور تنگ دست لوگوں کی دستگیری)اور حقوق کی پاسداری (رسالہ حقوق)۔

مذکورہ عناوین امام سجادؑ کی زمانہ کی ضرورتوں اور مشکلات کا حل ہیں کیونکہ امام سجادؑ نے ان موضوعات پر توجہ اس لئے مرکوز کی کیونکہ انہیں مسائل کے فقدان کے سبب روز بروز اس دور کا معاشرہ تنزلی اور زوال کی طرف بڑھتا جارہا تھا اور اسلامی قدریں ختم ہوتی جارہی تھیں۔اگرچہ ائمہؑ کی تاریخ اور سیرت نگاروں نے پراکندہ شکل میں ان باتوں کو بیان کیا ہے لیکن یکجا منظم و منسجم طور پر ایسی تحریریں کم ہیں۔مولف کی یہ کاوش قابل داد ہے۔

ایسی کتابوں کا ہماری زبان میں بھی ہونا ضروری ہے اور یقینا اس سلسلہ میں برصغیر کے بزرگ علماء نے گاہے بگاہے قلم فرسائی کی ہے اور اس جیسے عناوین پر کتابیں یا مقالات تحریر کئے ہیں،لیکن ضرورت اس بات کی تھی کہ اس طرح کے عناوین مزید تفصیل اور عصری تقاضوں کے پیش نظر آسان زبان میں بیان ہوں تاکہ جدید نسل ان سے مانوس ہو اور ائمہؑ بالخصوص امام سجادؑ کی اسٹریٹجی اور حکمت عملی سے آشنا ہوں کہ غیر سے غیر حالات میں رہ کر ہمارے اماموںؑ نے کس طرح دین کی پاسبانی کی ہے۔

البتہ واضح ہے کہ ہر زبان میں تحریر اور بول چال کا اپنا نہج ہوتا ہے جو دوسری زبانوں سے مختلف ہوا کرتا ہے، لہٰذا ترجمہ کے دوران اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ مبداء اور اصل زبان سے ترجمہ ہونے والی زبان میں من وعن عبارتوں کو منتقل نہ کیا جائے کیونکہ بسا اوقات صرف لفظی ترجمہ کے سبب مفہوم بالکل گنگ ہو جاتا ہے اور یا پھر کبھی کبھی بدل بھی جاتا ہے۔ لہٰذا لفظی ترجمہ سے زیادہ اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ الفاظ اور عبارت کی حفاظت کرتے ہوئے ترجمہ ہونے والی زبان میں بولے جانے والے محاوروں کا لحاظ کرتے ہوئے اس کا ترجمہ ہو تا کہ مفہوم ومعنی اور مولف کا مافی الضمیر ادا ہو سکے۔

اس کتاب کے ترجمہ میں حتی الامکان اس بات کا لحاظ کیا گیا ہے۔ ترجمہ بالکل لفظی وسطری نہیں ہے بلکہ ضرورت کے پیش نظر جملوں میں تقدم وتاخر اور الفاظ کی حدوں سے باہر مفہوم ومعنی کی ادائیگی اور اردو میں موجود بول چال اور تحریری رسم ونہج کا لحاظ کیا ہے۔

اس مقام پر میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان تمام احباب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کروں جنھوں نے اس تحریر کو لائق اشاعت بنایا، بالخصوص مولانا ڈاکٹر مہدی باقر خان کا شکریہ جن کی ادیبانہ تصحیح اور نظر ثانی نے اس کتاب کو طباعت کے قابل بنایا۔

اسی طرح ادارہ اصلاح لکھنؤ کا بھی بے حد شکر گزار ہوں۔ اس معزز، قدیمی، خدوم وعلم دوست ادارے سے اس کتاب کی طباعت نے اس کی اہمیت کو مزید چار چاند لگائے۔

البتہ بارگاہ اہل بیتؑ میں ہر کاوش حقیر ہوتی ہے۔ لہٰذا اپنی تمامتر بے بضاعتی کا اقرار کرتے ہوئے دعا ہے کہ بارگاہ خدا اور اہل بیتؑ میں یہ کاوش قبول ہو اور مولف کو ان کی اس بیش قیمت تحریر کا اجر وثواب میں اور مجھ حقیر کو اس کے ترجمہ کی جزا ملے۔

الاحقر

مرزا عسکری حسین، مقیم کویت

۶/جمادی الاولی ۱۴۴۲ھ؛ ۲۱/دسمبر ۲۰۲۰ء

اھداء

ہم اپنی اس حقیر کاوش کو ابنیاء و مرسلین و ائمہ طاہرین علیہم السلام اور بالخصوص حضرت حجت ابن الحسن صاحب العصر والزمان عج کی خدمت میں اہدا کرتے ہیں

اور دعا ہے کہ آپؑ کی بارگاہ میں یہ ہدیہ قبول ہو۔

امام سجاد علیہ السلام اور دعاؤں کے ذریعہ تربیت

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنے بندوں کو دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ ذیل میں چند آیات ملاحظہ کی جا سکتی ہیں، ارشاد ہوتا ہے: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ [1]۔ اور تمہارے پروردگار نے کہا، مجھے پکارو میں جواب دوں گا۔

نیز ارشاد ہوتا ہے: وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ [2]

”اور جب میرے بندوں نے آپ سے میرے بارے میں دریافت کیا تو (کہہ دیجیئے کہ) میں (ان سے) قریب ہوں۔ پکارنے والے کو جواب دیتا ہوں، تو وہ میری آواز پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں شاید کہ وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں“۔

اور اللہ نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ اخلاص و یقین کے ساتھ جو کوئی بھی اس کی بارگاہ میں دعا مانگے، اللہ قبول کرے گا۔ لہٰذا ایک مومن کے لئے ضروری ہے کہ بارگاہ خداوندی میں دنیا و آخرت کی تمام حاجات کو طلب کرے۔

دعا کی اہمیت و فضیلت کے باب میں بے شمار اور متواتر روایات ہیں، جن سے دعا

۱۔ سورہ غافر، آیت: ۶۰

۲۔ سورہ بقرہ، آیت: ۱۸۶

کی عظمت نیز دنیا و آخرت کی تمام حاجتیں پوری ہونے میں دعا کا کردار نمایاں ہوتا ہے۔

چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ 'دعا عبادت کی روح ہے'۔[۱]

یا دوسری روایت میں ارشاد فرماتے ہیں: 'دعا مومن کا اسلحہ، دین کا ستون اور زمینوں اور آسمانوں کا نور ہے'[۲]۔

یا وہ روایت جس میں آپؐ فرماتے ہیں: 'اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ باعظمت و محترم کوئی شی نہیں ہے'۔[۳]

نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ 'قیامت کے دن، عمل میں ہر اعتبار سے ظاہری طور پر یکساں دو لوگ بہشت میں ایک ساتھ داخل ہوں گے، ان میں جب ایک کو، دوسرے پر برتری دی جائے تو وہ بارگاہ خدا میں سوال کرے گا: بارالٰہا عمل کے اعتبار سے ہم دونوں یکساں تھے، لیکن اجر میں یہ فرق کیوں؟ تو آواز آئے گی: وہ مجھ سے دعا مانگتا تھا اور تم میری بارگاہ میں دعا نہیں کرتے تھے۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: اللہ کی بارگاہ سے بہت زیادہ مانگو، کیونکہ اللہ کے لئے کوئی بھی عطا بڑی نہیں ہوتی'۔[۴]

اس سلسلہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ: 'روئے زمین پر اللہ

۱۔ مستدرک الوسائل، طبرسی، ج ۵، ص ۱۶۸، ح ۵۵۷۶

۲۔ اصول کافی، الشیخ الکلینی، ج ۲، ۴۳۹، نمبر ۱

۳۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی، ج ۹۰، ص ۲۹۴، ح ۲۳

۴۔ بحار الانوار، ج ۹۰، ص ۳۰۲، ح ۳۹۔ وسائل الشیعہ، الحر العاملی، ج ۷، ص ۲۴، رقم ۸۶۰۵

کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل دعا ہے۔ ۱

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہمیشہ دعا کیا کرو، کیونکہ دعا میں ہر مرض کی شفا ہے۔ ۲

معاویہ ابن عمار کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا: مولا قربان جاں آپؑ پر، میری عرض یہ ہے کہ دو لوگ ایک ساتھ مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور ایک نماز میں اور دوسرا دعا میں مشغول ہو جاتا ہے، ان دونوں میں برتر کون ہے؟ امامؑ فرماتے ہیں کہ دونوں ہی برتر ہیں۔ ابن عمار فرماتے ہیں: مولا وہ تو میں جانتا ہوں لیکن ان دونوں میں کون زیادہ برتر ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جو زیادہ دعا مانگے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اس برتری کی وجہ، اللہ کا وہ فرمان ہے جس میں ارشاد ہوتا تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری حاجت روائی کرونگا۔ ۳

یہ اور اس طرح دیگر تمام روایات، دعا کی برتری اور اس کی فضیلت پر بہترین گواہ ہیں۔ ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دعا عبادتوں میں سب سے برتر ہے۔ لہٰذا آئمہؑ سے منقول دعاؤں کو پڑھنا اور ان کے معنی میں غور و تدبر کرنا بے حد ضروری ہے نیز ان کے مضامین سے زیادہ سے زیادہ آشنائی اور انکے تربیتی، معنوی اور اخلاقی مطالب کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ لازمی ہے۔

۱۔ ۷ وسائل الشیعہ، الحر العاملی، ج ۷، ص ۳۱، رقم ۸۶۲۸

۲۔ اصول کافی، الشیخ کلینیؒ، ج ۲، ص ۴۷۰، رقم ۱

۳۔ سورہ غافر، آیت ۶۰، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، علامہ طبرسی، ج ۸، ص ۸۲۳

صحیفہ سجادیہ اور دعاؤں کے ذریعہ تربیت

سید سجاد امام علی ابن الحسینؑ نے دعاؤں کی شکل میں مسلمانوں کے لئے بے بہا خزانے چھوڑے ہیں۔آپ ؑ کی دعائیں عقائد اور اخلاقی وفکری تربیت کے باب میں اہم اور نہایت عمیق مضامین کی حامل ہیں۔

امام سجادؑ نے دعا کو تربیت کا بہترین وسیلہ بنایا اور دعاؤں کے سہارے ایسے علما،فقہا، راوی،محدثین اور مفسرین کی تربیت کی ہے جو اخلاق وفضائل میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ آپؑ کی اس تربیت گاہ میں ایسی شخصیتوں نے تربیت پائی ہے جو علم ومعرفت اور عقل وخرد میں بے مثل ویکتا تھے اور مختلف اسلامی علوم ومعارف میں مہارت کے سبب شہرہ آفاق تھے۔

صحیفہ سجادیہ جو امام سجادؑ کی دعاؤں کا مجموعہ ہے،صرف بارگاہ خدا میں مناجات ،اس کے حضور میں راز ونیاز اور گریہ وزاری کا مجموعہ نہیں ہے،بلکہ اس کتاب میں ایسے اعتقادی، اخلاقی،سماجی اور تربیتی مسائل ہیں جو علم ومعرفت کا خزانہ ہیں۔

صحیفہ سجادیہ کی عظمت واہمیت کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کتاب پر بے شمار شرحیں لکھی گئی ہیں۔جلیل القدر محقق حضرت آقائے بزرگ تہرانی نے اپنی کتاب الذریعہ الی تصانیف الشیعہ میں اس کتاب پر متعدد شرحیں ذکر کی ہے۔

صحیفہ سجادیہ ایک تربیتی منشور ہونے کے ساتھ ایسے اخلاقی،روحانی اور معنوی معارف پر مشتمل ہے جو اعلی اخلاقی اور معنوی کمالات تک پہنچنے کے لئے مشعل راہ ہیں۔

امام سجاد ؑ نے دعاؤں کے ذریعہ معاشرے میں (اخلاقی) تباہیوں کا مقابلہ اور سد

باب کرنے کے لئے پہلے ایسے شاگرد تیار کئے جو معاشرہ کی اصلاح اور برائیوں کے ازالہ میں امامؑ کی مدد کرسکیں۔

صحیفہ سجادیہ کی اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اسے ''زبور آل محمدؐ'' بھی کہا جاتا ہے۔عربی فصاحت و بلاغت میں نہج البلاغہ کے بعد اس کتاب کو سب سے اہم کتاب جانا جاتا ہے، اتنا ہی نہیں بلکہ اپنے زمانہ کے مشہور ومعروف مرجع تقلید حضرت آیت اللہ مرعشی نجفی نے اسکندریہ کے معروف مفتی، اہل سنت کے بزرگ عالم، صاحب تفسیر طنطاوی کو صحیفہ سجادیہ کا ایک نسخہ بھیجا تو انہوں نے سپاس وشکریہ کے بعد جواب میں کچھ اس طرح لکھا:

''ہماری یہ بدقسمتی تھی کہ ہم سلسلہ نبوت کے اس عظیم سرمایہ سے اب تک محروم رہے۔ میں نے جتنی بار بھی اس کتاب کو پڑھا، مجھے کلام خالق سے کم اور کلام مخلوق سے برتر لگی''۔

صحیفہ سجادیہ ستر (۷۰) سے زائد دعاؤں پر مشتمل ہے۔ذیل میں ان کے عناوین ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں:

۱۔حمد الٰہی

۲۔رسول اکرمؐ پر درود وسلام

۳۔حاملان عرش پر درود وسلام

۴۔انبیاء پر ایمان لانے والوں پر درود وسلام

۵۔اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا

۶۔صبح وشام کی دعا

۷۔مشکلات کے وقت کی دعا

۸۔استعاذہ خدا کی دعا

۹۔طلب مغفرت کی دعا

۱۰۔پناہ خدا کی دعا

۱۱۔عاقبت بخیر ہونے کی دعا

۱۲۔اعتراف گناہ اور طلب توبہ کی دعا

۱۳۔طلب حاجات کی دعا

۱۴۔ستمگاروں سے بچنے کی دعا

۱۵۔ دفع مرض کی دعا

۱۶۔عفو و درگذشت کی دعا

۱۷۔دفع شر شیطان کی دعا

۱۸۔دفع بلیات کی دعا

۱۹۔بارش کی دعا

۲۰۔پاکیزہ اخلاق سے آراستگی کی دعا

۲۱۔رنج واندوہ کے موقعہ پر دعا

۲۲۔شدت وسختی کے وقت دعا

۲۳۔طلب عافیت کی دعا

۲۴۔والدین کے حق میں دعا

۲۵۔اولاد کے حق میں کی دعا

۲۶۔پڑوسیوں اور دوستوں کے لیے دعا

۲۷۔سرحدوں کے محافظوں کے لئے دعا

۲۸۔اللہ سے تضرع وزاری کی دعا

۲۹۔تنگی رزق کے موقعہ پر دعا

۳۰۔ادائے قرض کی دعا

۳۱۔دعائے توبہ

۳۲۔نماز شب کے بعد کی دعا

۳۳۔دعائے استخارہ

۳۴۔گناہوں کی رسوائی سے بچنے کی دعا

۳۵۔رضائے الٰہی پر خوش رہنے کی دعا

۳۶۔بجلی کڑکنے کے وقت کی دعا

۳۷۔ادائے شکر میں کوتاہی کی دعا

۳۸۔عذر و مغفرت کی دعا

۳۹۔طلب عفو و رحمت کی دعا

۴۰۔موت کو یاد کرنے کے وقت کی دعا

۴۱۔پردہ پوشی و نگہداشت کی دعا

۴۲۔دعائے ختم قرآن

۴۳۔دعائے رویت ہلال

۴۴۔استقبال ماہ رمضان کی دعا

۴۵۔وداع ماہ رمضان کی دعا

۴۶۔عیدین اور جمعہ کی دعا

۴۷۔روز عرفہ کی دعا

۴۸۔عید قربان اور جمعہ کی دعا

۴۹۔دشمن کے مکر و فریب سے بچنے کی دعا

۵۰۔خوف الٰہی میں دعا

۵۱۔عاجزی و ناتوانی میں دعا

۵۲۔تضرع والحاح میں دعا

۵۳۔عاجزی و فروتنی میں دعا

۵۴۔رنج واندوہ کے دور ہونے کی دعا

۵۵۔تسبیح کی دعا

۵۶۔حمد کی دعا

۵۷۔آل محمدؐ کو یاد کرتے وقت کی دعا

۵۸۔جناب آدمؑ پر درود

۵۹۔سختیوں سے نجات کی دعا

۶۰۔خوف و ہراس سے بچنے کی دعا

۶۱۔عاجزی و فروتنی کی دعا

۶۲۔یک شنبہ کی دعا

۶۳۔پیر کے دن کی دعا

۶۴۔منگل کے دن کی دعا

۶۵۔بدھ کے دن کی دعا

۶۶۔جمعرات کی دعا

۶۷۔جمعہ کے دن کی دعا

۶۸۔شنبہ کی دعا

۶۹۔مناجات خمسة عشر

امام سجادؑ جن دعاؤں کو شب و روز پڑھا کرتے تھے، وہ دراصل آپؑ کے تربیتی، اخلاقی اعتقادی اور ثقافتی اصول ہیں جنہیں آپؑ نے دعاؤں کے ذریعہ معاشرہ کی فکری، عملی اور اخلاقی تربیت کے ایک نصاب کے طور پر پیش کیا ہے۔

اہم یہ ہے کہ ہم دعاؤں کے اس مجموعہ کو صرف قرائت وتلاوت تک محدود نہ رکھیں، بلکہ اس کی افادیت کا تقاضا یہ کہ ہم اس کے مضامین کا عمیق مطالعہ کریں اور ان کے مفاہیم میں غور وخوض کریں۔

دعائیں، ایک مسلمان کی روحانی اور معنوی ترقی اور اس کے تربیت نفس کا بہترین وسیلہ ہیں۔ لہٰذا انسان کی زندگی میں دعاؤں کی اہمیت کے پیش نظر اس کتاب کے مضامین کو مندرجہ ذیل ترتیب سے پیش کیا گیا ہے:

۱۔ دعاؤں کے ذریعہ تربیت کے باب میں چند اہم نکات

۲۔دعاؤں کے آثار وفوائد

۳۔دعاؤں کے قبول ہونے کی شرطیں

۴۔دعاؤں کے قبول ہونے میں رکاوٹیں

۵۔آخر میں بعض مستجاب دعاؤں کے نسخے

دعا کے آثار

اللہ نے اپنی کتاب میں لوگوں کو دعا کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ[۱] اللہ نے دعاؤں کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے، لہٰذا ایک مومن پر فرض ہے کہ وہ اپنی دینی اور دنیاوی حاجتوں کے لئے بارگاہ خدا میں دعا کرے۔

دعا کے بے شمار آثار وفوائد ہیں جن میں سے بعض کو ذیل میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

۱۔ دعا عبد و معبود کے درمیان میں ربط و وصال کا ذریعہ ہے۔ بندہ دعاؤں کے ذریعہ پروردگار سے اپنے گناہوں اور خطاؤں کی معافی طلب کرتا ہے اور دعا، خداوند متعال کی رحمت کے دروازوں میں سے ایک دروزاہ ہے کیونکہ اللہ اپنے بندوں پر بہت رحم کرنے والا ہے۔

۲۔ دعا انسان کے اندر روحانیت اور معنویت کو بڑھاوا دیتی ہے۔ دعا کے ذریعہ انسان معنوی اور روحانی اعتبار سے پختہ و مضبوط ہوتا ہے، خاص کر وہ دعائیں جو اماموں سے مروی ہیں ان کا خاص اثر ہوتا ہے، کیونکہ یہ دعائیں بارگاہ خدا میں خشوع و خضوع اور تسلیم و تذلیل کا بہترین مضمون ہیں۔

۳۔ دعاؤں کے ذریعہ انسان اپنی دنیا اور آخرت کی حاجتوں کو مانگتا ہے۔

چنانچہ ارشاد پروردگار ہوتا ہے: ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ[۲]۔ وَإِذَا سَأَلَكَ

۱۔ سورہ غافر، آیت: ۶۰

۲۔ سورہ غافر، آیت: ۶۰

عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ[1]

۴۔ دعا سے انسان کے نفس کو جلا ملتی ہے، اس کی زبان و دل میں پاکیزگی آتی ہے، اسے روحانی ذوق اور اس کی فکر کو صحت ملتی ہے نیز انسان، اللہ سے خطاب کا ادب سیکھتا ہے۔

۵۔ اماموں سے منقول دعاؤں میں ایسے عمیق و بلیغ، اعتقادی، اخلاقی اور تزکیہ نفس سے متعلق مضامین ہیں جنکی مسلسل قرائت سبب ہوتی ہے کہ وہ مفاہیم انسان کے وجود کا حصہ بن جائیں۔

۶۔ دعائیں؛ تزکیہ نفس، خواہشات کے اعتدال اور نفس کو اخلاقی برائیوں سے دور رکھنے نیز اچھی عادتوں کے سیکھنے اور اعلی اخلاق کو حاصل کرنے میں ذریعہ ہیں۔

۱۔ سورہ بقرہ، آیت: ۱۸۶

استجابت کی شرطیں

دعاؤں کے قبول ہونے اور اس کے فوائد و اثرات کے ظاہر ہونے کی کچھ شرطیں ہیں، جن کے بغیر دعائیں مستجاب نہیں ہوتیں۔ ذیل میں دعاؤں کے مستجاب ہونے کی چند شرطیں قابل ملاحظہ ہیں:

۱۔ معرفت خدا

دعا سے قبل خدا کی صحیح شناخت و معرفت ضروری ہے، کیونکہ بغیر شناخت و معرفت کے دعا بے معنی ہے۔ امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں، امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں کچھ لوگوں نے کہا: ہم دعا کرتے ہیں لیکن ہماری دعا مستجاب نہیں ہوتی۔ آپ ؑ نے فرمایا: کیونکہ تم لوگ جس کی بارگاہ میں دعا مانگتے ہو، اس کی معرفت نہیں رکھتے ہو[۱]۔ لہٰذا اللہ کی معرفت رکھنے والے کی دعا اور معرفت نہ رکھنے والے کی دعا میں بہت فرق ہوتا ہے۔

۲۔ اللہ کے احکام پر عمل

دعا کے قبول ہونے کی دوسری اہم شرط، اللہ کے احکام پر عمل اور اس کے محرمات سے دوری ہے۔ واجبات کی ادائیگی اور محرمات سے دوری دعاؤں کے مستجاب ہونے کی بنیادی شرط ہے۔ لہٰذا وہ شخص جو مسلسل گناہوں کی تکرار کرتا ہے اور اللہ کے احکام کی خلاف ورزی اور معصیت میں غرق ہوتا ہے، اس کی دعائیں مستجاب نہیں ہوتیں۔ امام علیؑ فرماتے ہیں: ”بغیر عمل کے دعا کرنے والے کی مثال اس تیرانداز کی ہے جو بغیر کمان کے

۱۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی، ج۹۰ص ۳۶۸

تیر چلائے''[۱]

۳۔ قلبی رجحان

دعا کے وقت انسان کا دل و جان سے اللہ کی بارگاہ میں متوجہ ہونا دعاؤں کے قبول ہونے کی ایک بنیادی شرط ہے، لہٰذا غفلت میں ڈوبے انسان کی دعائیں مستجاب نہیں ہوتیں۔

رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ'' اللہ غافل دلوں کی دعائیں قبول نہیں کرتا''[۲]، دوسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے'' دعائیں مانگتے وقت، رقت قلب کو غنیمت سمجھو کہ وہ اللہ کی رحمت ہے''[۳] یا مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ:''لہو (ولعب) میں ڈوبے دل کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں''۔[۴]

یا امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ''اللہ غافل دلوں کی دعائیں قبول نہیں کرتا، جب بھی حضور قلب کے ساتھ دعا کرو تبھی قبولیت کو یقینی سمجھو''[۵]

لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ بارگاہ خدا میں حضور قلب کے ساتھ دعا مانگیں تاکہ ہماری دعائیں پوری ہوسکیں۔

۴۔ حلال روزی

رزق حلال کی تلاش اور اپنے عیال کے لئے حلال روزی کمانا بہترین عبادت

۱۔ نہج البلاغہ، ج ۴ ص ۷۰، رقم ۳۳۸، الخصال، شیخ صدوق ص ۶۲۱

۲۔ وسائل الشیعہ، حر عاملی، ج ۷ ص ۵۳، رقم ۸۷۰۱

۳۔ ابحار الانوار، ج ۹۰ ص ۳۱۳

۴۔ بحار الانوار، ج ۹۰ ص ۳۱۴، ح ۱۹

۵۔ اصول کافی، ج ۲ ص ۴۴۴، ح ۱

ہے۔انسان کے حلال رزق کا اس کی روح و افکار پر اثر ہوتا ہے ۔انسان کی اگر روزی حلال ہو تو اس کی دعائیں بھی مستجاب ہوتی ہیں ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''جو اپنی دعائیں مستجاب کروانا چاہتا ہے اسے اپنی کمائی کو حلال رکھنا چاہیئے''[۱]۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں:''اگر تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی دعا مستجاب ہو، تو وہ اپنی کمائی کو حلال رکھے اور لوگوں کی حق تلفی سے بچے، کیونکہ اللہ اس انسان کی دعا مستجاب نہیں کرتا کہ جس کی روزی حرام ہو اور یا اس کے ذمہ کسی کا حق ہو''۔[۲]

۵۔ کیفیت دعا

دعا کے قبول ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان خلوص دل کے ساتھ دعا مانگے۔

قرآن مجید میں ارشاد پروردگار ہے: هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ[۳] ''وہ حی ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی بارگاہ میں اخلاص کے ساتھ دعائیں کرو اور اسی کے اختیار میں روز جزا ہے''

دوسرے یہ کہ دعا تنہائی میں شکستہ دلی کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ارشاد ہوتا ہے {ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً[۴] ''اور اپنے پروردگار کو شکستہ دلی کے ساتھ تنہائی میں پکارو'')

اور دعا خوف و رجاء کے ساتھ ہونی چاہیئے۔

۱۔بحار الانوار، ج ۹۰ ص ۳۷۲

۲۔بحار الانوار، ج ۹۰ ص ۳۷۱، ح ۱۳

۳۔سورہ غافر، آیت:۶۵

۴۔سورہ اعراف، آیت:۵۵

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا[۱]
اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں خوف و امید کے ساتھ دعا کرو۔

۶۔ مناسب وقت

انسان کسی بھی وقت اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگ سکتا ہے، لیکن کچھ موقعوں پر دعاؤں کے قبول ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے، جیسے روز جمعہ، روز عرفہ، شب قدر، بارش کے وقت، نماز کے بعد، بوقت سحر اور طلوع فجر سے طلوع افتاب کے دوران۔ وغیرہ۔ یہ وہ مواقع ہیں جن میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ مولائے کائنات فرماتے ہیں: چار موقعوں پر دعاؤں سے کبھی بھی نہ چوکنا: قرآن مجید کی تلاوت کے وقت، اذان کے وقت، بارش کے نزول کے وقت اور اسلام و کفر کی دو صفیں جب ایک دوسرے سے جنگ کے لئے روبرو ہوں۔[۲]

سکونی نے امام جعفر صادقؑ سے اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے روایت کی ہے کہ: ''پانچ موقعوں پر دعائیں مانگا کرو:

قرآن مجید کی تلاوت کے وقت، اذان کے وقت، بارش کے وقت، اسلام و کفر کی دو صفیں جب ایک دوسرے سے جنگ کے لئے روبرو ہوں اور کسی مظلوم کی پکار کے وقت کہ جب اس کی آواز اور عرش خدا کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی''[۳]

۱۔ سورہ اعراف، آیت: ۵۶

۲۔ اصول کافی، شیخ کلینیؒ، ج ۲ ص ۴۷۷، رقم ۳

۳۔ الامالی، شیخ صدوقؒ ص ۳۲۷، رقم ۳۹۳، وسائل الشیعہ، حر عاملی، ج ۷ ص ۶۵، رقم ۸۷۳۹

استجابت میں رکاوٹیں

دعاؤں کے قبول نہ ہونے کے بھی کچھ سباب ہیں جو دعاؤں کے مستجاب ہونے میں رکاوٹ کا سبب ہوتے ہیں:

۱۔ گناہ

اللہ کے حرام کردہ کاموں کو انجام دینا، اس کی معصیت و نافرمانی پر اصرار اور توبہ بھی نہ کرنا، دعاؤں کے مستجاب نہ ہونے کا سبب ہے۔ مولائے کائناتؑ فرماتے ہیں: ''اپنی دعاؤں کے قبول نہ ہونے پر حیران نہ ہو، جبکہ اپنے گناہوں کے ذریعہ تم نے استجابت کے راستے بند کر رکھے ہیں''[۱]

۲۔ دوسروں پر ظلم و ستم

اللہ کے بندوں پر ظلم و ستم، بے گناہ لوگوں کو اذیت، اپنے رشتہ دار، اہل و عیال، اولاد، والدین اور دیگر متعلقین پر ظلم و ستم دعاؤں کے مستجاب ہونے میں رکاوٹ کا سبب ہے۔

'' امام علیؑ فرماتے ہیں: جو شخص ظلم و ستم کرنے والے سے چشم پوشی کرے، اللہ اس پر ایسے کو مسلط کر دیتا ہے جو اس پر ظلم کرے، اور اس کی دعاؤں کو بھی قبول نہیں کرتا، اور نہ ہی اس مظلومیت کے سبب اسے اجر و پاداش دیتا ہے۔[۲]

۳۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ترک کرنا

معاشرہ میں ظلم و ستم اور برائیوں کو عام کرنے والوں کے خلاف خاموشی اور انحرف و گمراہی کو

۱۔عیون الحکم والمواعظ، ص ۵۲۴، میزان الحکمہ، محمدری شہری، ج ۳، ص ۸۸۴

۲۔وسائل الشیعہ، حرعاملی، ج۱۶، ص ۵۶، رقم ۲۰۹۶۶

پھیلانے والوں کے سامنے سکوت، دعاؤں کے قبول ہونے میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔

ذاتی اور انفرادی ضرورتوں کی طرح سماجی مسائل و مشکلات کے لئے بھی دعائیں ہونی چاہئیں۔ معاشرہ اگر کسی مشکل یا آفت میں مبتلا ہو تو اسے دعاؤں کا سہارا لینا چاہیئے، تا کہ اللہ معاشرہ سے اس مشکل کو دور کرے۔ البتہ یہ طے ہے کہ اگر معاشرہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ترک کیا جانے لگے تو دعائیں قبول نہیں ہوتی ہیں۔

رسول اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اگر تم نے چھوڑ دیا، تو اللہ بدکاروں اور ظالموں کو تم پر مسلط کر دے گا، پھر نیک اور خوش کردار لوگوں کی دعائیں بھی مستجاب نہیں ہوگیں۔[1]

۴۔ حرام غذا

انسان کی روزی یا اس کا کسب معاش حرام و ناجائز ہو، جیسے نشلی چیزوں و منشیات کی تجارت، غصب اور چوری کے مال کو اپنانا اور یا پھر ناحق لوگوں کے اموال پر قبضہ کرنا وغیرہ، تو ایسے انسان کی دعائیں مستجاب نہیں ہوتی ہیں۔

روایت ہے کہ جناب موسیٰؑ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بیش از حد تضرع و زاری کے ساتھ گڑگڑا ابلبلا کر اللہ کی بارگاہ میں دعا کر رہا ہے، اللہ نے جناب موسیٰؑ پر وحی کی کہ جس قدر بھی یہ انسان گریہ وزاری اور تضرع کرے میں ہرگز اس کی دعاؤں کو مستجاب نہیں کروں گا کیونکہ اس کے پیٹ، اس کی کمائی اور اس کا گھر حرام سے بھرا ہوا ہے۔[2]

۱۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی، ج ۹۰ ص ۳۷۸، رقم ۲

۲۔ مہج الدعوات ص ۲۴، ح ۳۴، بحار الانوار، ج ۹۰ ص ۳۷۲، رقم ۱۴

لہذا حرام غذا، حرام کی کمائی، حرام مال سے گھر کی تعمیر نیز حرام کی کمائی سے کھانے و پینے کی چیزوں کا استعمال انسان کے دل کو مردہ اور سیاہ کرتا ہے اور نتیجہ میں انسان دعاؤں کے مستجاب ہونے سے محروم رہتا ہے۔

۵۔ مصلحت خدا

بسا اوقات مصلحت کے سبب دعا قبول نہیں ہوتی ہے کیونکہ یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ کب کس وقت مومن کو کیا دینے میں اس کی بھلائی ہے، اور اگر مصلحت نہ ہو تو اللہ بندوں کی دعائیں رد بھی کرتا ہے، اور ایسے مواقع میں ہرگز ایسا نہیں ہے کہ دعا مذکورہ موانع اور رکاوٹوں کے سبب رد ہو رہی ہے بلکہ مصلحت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اللہ اپنے بندہ کی دعا قبول نہ کرے۔

اسحاق بن عمار کہتے ہیں، میں نے امام صادقؑ سے پوچھا:

مومن کی دعا قبول تو ہوتی ہے لیکن کیا قبولیت میں تاخیر بھی ہوتی ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں، بسا اوقات دعائیں بیس سال تک قبول نہیں ہوتیں۔ [۱]

۱۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی، ج ۹۰ ص ۳۷۵، رقم ۱۶

مقبول دعائیں

۱۔ نیک اور بد کردار اولاد کے لئے باپ کی دعا یا بدعا

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ تین دعائیں ہرگز رد نہیں ہوتی ہیں:

نیک اولاد کے لئے باپ کی دعا اور بدکردار اولاد کے لئے اس کی بدعا، ظالم کے حق میں مظلوم کی بدعا اور مظلوم کی مدد کرنے والے کے حق میں مظلوم کی دعا، کبھی بھی رد نہیں ہوتی۔[۱]

والدین کے ساتھ نیکی اور اچھے سلوک کے بے شمار طریقے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہم ان کے لئے دعا ہے۔

۲۔ ظالم کے لئے مظلوم کی بدعا

رسول اکرمؐ فرماتے ہیں کہ مظلوم کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔

آپؐ فرماتے ہیں: مظلوم کی آہ سے ڈرو، کیونکہ مظلوم جب اللہ کی بارگاہ میں اپنے حق کے لئے پکارتا ہے تو اللہ اسے رد نہیں کرتا۔[۲]

یا آپؐ فرماتے ہیں کہ: مظلوم کی بدعا سے ڈرو کیونکہ اس کی آہ برق سے زیادہ تیز اللہ کی بارگاہ میں پہنچتی ہے۔[۳]

امام علیؑ سے کسی نے سوال کیا: زمین و آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ آپ

۱۔ وسائل الشیعہ، حر عاملی، ج ۷، ص ۱۳۰

۲۔ کنزالعمال، ج ۳، ص ۴۹۹، ح ۷۵۹۷

۳۔ کنزالعمال، ج ۳، ص ۴۹۹، ح ۷۶۰۱

ؑ نے فرمایا: زمین و آسمان کے درمیان حد نگاہ اور مظلوم کی پکار بھر کا فاصلہ ہے۔[۱]

۳۔ مومن کی مومن کے حق میں دعا

مقبول و مستجاب دعاؤں میں سے ایک دعا، ایک مومن کی دوسرے مومن کے لئے دعا ہے، خاص کر ایسے شخص کے حق میں دعا جو حاضر نہ ہو۔ اللہ ایسی دعا قبول کرتا ہے، کیونکہ ایسے شخص کے لئے دعا میں زیادہ اخلاص و صداقت ہوتی ہے جو سامنے حاضر نہ ہو، اور اللہ ایسی دعا قبول کرتا ہے۔ امام صادق ؑ فرماتے ہیں: ایک مومن کی دوسرے مومن کے لئے دعا سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور رزق میں وسعت آتی ہے۔[۲]

۴۔ کثرت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے کی دعا

کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کی دعا ہر موقعہ پر قبول ہوتی ہے۔

حضرت امیر المومنین ؑ فرماتے ہیں:

چار موقعوں پر ہر گز دعا نہ چھوڑنا: تلاوت کلام پاک کے بعد۔۔۔[۳]

ہر مومن کو چاہیئے کہ وہ اہل بیت ؑ سے منقول دعاؤں کا مسلسل ورد کیا کرے کیونکہ اہل بیت ؑ سے منقول دعاؤں میں ایسے اعلی اعتقادی، اخلاقی اور تربیتی مضامین ہیں جن سے انسان کے اخلاق اور روحانیت میں نکھار آتا ہے۔

۱۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی، ج ۵۵ ص ۹۳، ح ۱۴

۲۔ بحار الانوار، ج ۷۱، ص ۲۲۲، رقم ۲

۳۔ اصول کافی، ج ۲ ص ۲۷۷، رقم ۳

امام سجاد علیہ السلام اور غلاموں کی تربیت

برسہا برس سے انسانوں کے درمیان غلامی کا سلسلہ رہا ہے، جس میں ایک انسان دوسرے انسان کا مالک ہوتا تھا اور یہ سلسلہ اسلام سے قبل اور بعد بھی بیسویں صدی تک جاری رہا ہے۔

اسلام نے غلامی کے سلسلہ کو دو اہم طریقوں سے ختم کیا ہے:

پہلا طریقہ: اسلام میں غلاموں کو آزاد کرنا نہایت عظیم کام ہے اور بارگاہ خدا میں قربت کا ایک بہترین وسیلہ ہے۔ اسلام میں غلاموں کی آزادی بہت سے گناہوں کا کفارہ ہے جیسے ماہ رمضان میں جان بوجھ کر روزہ توڑنا، نذر وقسم توڑنا، کسی مومن کا غیر عمدی قتل وغیرہ وہ گناہ ہیں جن پر غلاموں کو آزاد کرنا کفارہ ہے۔

دوسرا طریقہ: وہ تمام امور جن کے سبب ایک انسان دوسرے انسان کی غلامی میں جائے، اسلام میں ممنوع ہیں۔ جنگ میں اسیر ہوئے لوگوں کے علاوہ، وہ تمام راستے جن کے سبب ایک انسان دوسرے انسان کا غلام ہو، اسلام نے اس پر رکاوٹ لگائی اور اسے ممنوع قرار دیا۔ اور کیونکہ کفار و مشرکین جنگوں میں مسلمانوں کو اسیر کرنے کے بعد ان کے ساتھ غلاموں اور کنیزوں کا سلوک کرتے تھے، لہذا اسلام نے بھی ان کے ساتھ ویسا ہی رویہ برتا جیسا انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا۔ البتہ اسلام نے فدیہ اور معاوضہ کے ذریعہ غلاموں کی آزادی کا سلسلہ جاری رکھا۔

ارشاد پروردگار ہوتا ہے: فَإِذا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ

حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا[۱]

"پس جب کفار سے مقابلہ کرو تو ان کی گردنیں اڑا دو اور یہاں تک کہ جب زخموں سے چور ہو جائیں تو ان کی مشکیں باندھ لو پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دیا جائے یا فدیہ لے لیا جائے یہاں تک جنگ اپنا ہتھیار رکھ دے"

لہٰذا اسلام نے ایک طرف غلاموں کی آزادی کی ترویج کی اور دوسری جانب انسانوں کی تجارت سے بیش از حد نفرت و کراہت کا اظہار کیا ہے۔

امام اور غلام

اسلام سے قبل قوموں اور کچھ عرصہ تک مسلمانوں کے درمیان بھی غلاموں کی خرید و فروخت ایک رائج چیز تھی۔ غلاموں کا خریدنا و بیچنا ایک عام بات تھی۔ لوگ غلاموں کو اپنے گھروں میں خدمت کے لئے خریدا کرتے تھے۔ مالداروں اور سرمایہ داروں کے درمیان یہ چیز زیادہ رائج تھی۔

امام سجادؑ کے دورِ امامت میں مسلمانوں کے درمیان غلاموں کی کثرت تھی۔ غیر مسلم ممالک پر فتح کے سبب مسلمانوں کی سرحدوں کے ساتھ اسیروں اور غلاموں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا تھا۔ ارباب تاریخ لکھتے ہیں کہ امام سجادؑ کے دور میں عبد الملک بن مروان اور اس کے بیٹے ولید بن عبد الملک نے حجاز و عراق میں زبیریوں کا سر کچلنے کے بعد اسلامی سرحدوں کی توسیع پر خاصی توجہ دی اسلامی حدوں کو افریقہ کی سرحدوں سے ملا دیا اور مال

۱۔ سورہ محمد، آیت: ۴

غنیمت کے طور پر بے شمار زر و جواہرات حاصل کئے۔

دوسری طرف اندلس میں طارق بن زیاد اور موسی بن نصیر نے تخت وطشت سلیمان پر قبضہ کیا۔ اور اس طرح جنگوں میں مسلسل فتحیابی سے مسلمانوں کی معاشی حالت بہتر ہوتی گئی۔ معاش میں وسعت و کثرت، سماج کے سرآمد و مالدار طبقہ میں زیادہ نمایاں تھی کیونکہ بیت المال سے سال بھر کی تنخواہوں کے علاوہ حاکم کی جانب سے ملنے والے بے شمار ہدایا اور تحفہ جات ان کے مال میں کثرت و وفور کا سبب ہوتے گئے۔

ان ملکوں کی فتح کے بعد ۶۰ ہزار لوگ اسیر ہوئے اور مسلمانوں کے درمیان غلاموں اور کنیزوں کے طور پر رہنے لگے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں: ''ان جنگوں کے بعد'' ۶۵ ہزار لوگ اسیر ہو کر لائے گئے اور اس سے قبل اتنی بڑی تعداد میں اسیر دیکھے ہی نہیں گئے تھے۔[۱]

اور بعض مورخین کا کہنا ہے کہ جب مسلمانوں کا لشکر دمشق پہنچا ہے تو ان کے ہمراہ ہزار دوشیزہ کنیزیں تھیں۔

اسیروں میں کثرت کے سبب، مسلمانوں کے درمیان غلاموں اور کنیزوں میں اضافہ ہوتا گیا اور نتیجہ میں مسلم معاشرہ میں سماجی، ثقافتی، اخلاقی اور تربیتی تبدیلیاں محسوس ہونے لگیں جس کا علاج و مداوا اسلامی اقدار کی بقاء کے لئے ضروری ہو گیا تھا۔

امام سجادؑ نے ان غلاموں اور کنیزوں سے ایسا اعلی انسانی برتاؤ کیا اور اس طرح ان کی علمی، دینی اور اخلاقی تربیت کی کہ ان میں سے بہت سے اسلامی معاشرہ کی نمایاں اور سرکردہ شخصیت بن گئے۔

۱۔ موسوعۃ امام زین العابدینؑ، شیخ محسن الحسینی، ج ۲، ص ۱۶۶

مسلمانوں کا ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ وہ غلاموں اور کنیزوں سے شادی کو معیوب سمجھتے تھے اور یہ مسئلہ مدینہ میں بھی عام تھا۔

" غلاموں اور کنیزوں کی سماجی حیثیت نہ ہونے کے سبب مدینہ والے ان سے شادی کو یا پھر ان سے ہونے والی اولاد کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اس غلط فہمی کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ان کے خیال میں کسی عرب کی رگوں میں غیر عرب کا خون نہیں آنا چاہیے۔ ان کے مطابق، کنیز سے پیدا ہونے والی اولاد کو معاشرہ، عزت و شرافت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا اور یہ غلط فہمی مدتوں باقی رہی یہاں تک کہ امام زین العابدینؑ کی شخصیت نکھر کر سامنے آئی جس نے ان کے زاویہ نگاہ کو بدل دیا۔[1]

مدینہ کے لوگ ام الولد کنیز سے شادی کو ناپسند کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے درمیان علی ابن حسینؑ کی شخصیت نمایاں ہوئی جو علم و فقاہت اور زہد و پرہیزگاری میں اس قدر نمایاں ہوئے ام ولد کنیز کے متعلق لوگوں کا نظریہ بالکل بدل گیا اور ان کی جانب ان کا رجحان بڑھنے لگا۔[2]

امام سجادؑ نے سماج میں اس غلط رواج کا خاتمہ کیا اور خود فرزند رسولؐ اور حسب و نسب میں بے مثل و بے نذیر ہونے کے باوجود بھی ایک کنیز سے شادی کی اور صاحب اولاد ہوئے، جس کے بعد یہ عمل رفتہ رفتہ لوگوں میں رائج ہونے لگا۔

۱۔ موسوعۃ امام زین العابدینؑ، شیخ محسن الحسینی، ج ۲، ص ۱۶۶

۲۔ تاریخ مدینہ دمشق، ابن عساکر، ج ۲۰، ۵۷۔ عیون الاخبار، ابن قتیبہ الدیزوری، ج ۴، ص ۱۰

غلاموں اور کنیزوں سے اچھا برتاؤ

امام سجادؑ کا غلاموں اور کنیزوں سے رویہ کیسا تھا، مندرجہ ذیل شواہد سے واضح ہو جاتا ہے:

۱۔ غلاموں کی تعلیم و تربیت

امام سجادؑ، غلاموں اور کنیزوں کی تعلیم و تربیت میں خاص توجہ دیتے تھے اور آپؑ انہیں دینی اخلاق و اقدار نیز اہم اسلامی احکام اور مسائل کی تعلیم دے کر انہیں آزاد کر دیتے تھے۔

امام سجادؑ کا یہ سلوک غلاموں اور کنیزوں سے اس قدر اثر انداز ہوا کہ وہ آپؑ کے دل و جان سے شیدائی ہوئے اور آپؑ کی ولایت و امامت اور اہل بیتؑ کے اعتقادی اصولوں کا مسلسل دفاع کرتے رہے اور کبھی امام سجادؑ کی خدمت میں ادنی سی گستاخی بھی نہیں کرتے تھے۔

۲۔ کنیزوں سے شادی اور ان سے اولاد

غلاموں اور کنیزوں سے برتاؤ قومی و قبائلی تعصب کا شکار تھا، اس دور میں بھی زمانہ جاہلیت کے آثار پائے جاتے تھے۔

امام سجادؑ نے اپنی تمام تر عظمتوں، علمی رفعتوں اور نسبی برتری کے باوجود جاہلیت عرب کی ان تمام وراثتی رسموں کو پسپا کیا اور آپؑ نے ایک کنیز سے شادی کر لی۔ اس عمل سے آپؑ کا بنیادی مقصد، شریعت کی پاسداری، اسلامی مقاصد کا تحفظ اور معاشرہ کو طبقاتی اور قبائلی تعصبات سے رہا کرنا تھا۔

بنی امیہ نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ کنیز سے شادی کے سبب امامؑ کی شخصیت و منزلت کو نشانہ بنائیں، لیکن امام سجادؑ نے اسلامی اقدار کو مدنظر رکھ کر انہیں

دنداں شکن جواب دیا۔

والی مدینہ عبدالملک بن مروان نے مدینہ کے سرکردہ اور اہم شخصیات بالخصوص امام سجادؑ کے لئے جاسوس معین کر رکھے تھے۔ انہیں جاسوسوں نے والی مدینہ کو بتایا تھا کہ امام سجادؑ نے اپنی کنیز سے شادی کی ہے۔

مدینہ منورہ میں عبدالملک بن مروان کا جاسوس، اسے تمام حالات سے باخبر کرتا تھا۔ امام سجادؑ نے جب اپنی کنیز کو آزاد کر کے اس سے شادی کی تو جاسوس نے عبدالملک کو خبر دی اور پھر ردعمل میں عبدالملک نے امام سجادؑ کو کچھ اس طرح خط لکھا:

"وبعدہ، مجھے خبر ملی ہے کہ آپؑ نے اپنی کنیز سے شادی کی ہے جبکہ آپؑ جانتے ہیں کہ آپؑ کی ہمسری کے لئے قریش میں ایسے خاندان ہیں جن سے رشتہ آپؑ کے عزوشرف اور اولاد میں برتری کا سبب ہوتا۔ آپؑ نے نہ اپنا لحاظ کیا اور نہ ہی مستقبل میں اپنی اولاد کی عزت وآبرو کا لحاظ کیا۔ والسلام"

امام سجادؑ نے حاکم مدینہ کو مدلل اور دنداں شکن جواب دیا۔ آپؑ جواب میں لکھتے ہیں:

''وبعدہ؛ کنیز سے شادی کے سلسلہ میں تمہارا مذمتی خط مجھے موصول ہوا اور تمہارے خیال میں، قریش میں ایسے گھرانے ہیں، جن سے رشتہ میرے لئے فخر ومباہات اور میری نسل میں برتری کا سبب ہوتا۔ تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ نسلی شرافت اور حسب ونسب میں برتری کے اعتبار سے رسول خداؐ سے زیادہ کوئی بھی اعلی وبرتر نہیں ہے اور رہی بات کنیز کی تو اسے بحکم خدا میں نے آزاد کیا اور بارگاہ خدا میں اجر وپاداش کا مستحق ہوا، پھر سنت رسولؐ کے مطابق

میں نے اس سے نکاح کیا۔اور یاد رکھنا، دینی اعتبار سے پاک و پاکیزہ انسان کی کسی بھی چیز سے منزلت نہیں گھٹتی ۔اللہ نے اسلام کو پستیوں، نقص وعیب اور ملامتوں سے نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے ۔ملامت وندامت صرف جاہلیت کے آداب واخلاق میں ہے ۔والسلام۔"

عبدالملک نے خط کو پڑھا اور اپنے بیٹے سلیمان کی طرف پھینک دیا۔اس کے بیٹے نے کہا: علی بن حسینؑ نے آپ کو بڑا متکبرانہ خط لکھا ہے۔

عبدالملک نے کہا: ایسا نہ بول بیٹا، یہ بنی ہاشم کی زبان ہے جب یہ بولتے ہیں تو ان کی زبان سے معارف کا ایسا سمندر موجیں مارتا ہے جو چٹانوں کے جگر کو بھی چاک کر دیتا ہے۔علی بن حسینؑ کی عظمت کے آگے تمام انسانوں کا قد بونا ہے۔[۱]

جناب زید بن علی اور ہشام بن عبدالملک کی ملاقات کے دوران کچھ تلخ کلامی ہوئی، اس سلسلہ میں مورخین لکھتے ہیں کہ جب زید بن علی نے ہشام سے ملاقات کے لئے اجازت مانگی تو ہشام کے حاشیہ نشینوں نے چاروں طرف سے انہیں گھیر لیا اور انہیں دربار میں جانے سے روکنے لگے۔

جناب زید نے کہا: اللہ کے بندوں میں تقوے سے زیادہ نہ کوئی برتر ہے اور نہ ہی کوئی پرہیزگار پست ہوتا ہے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کی نافرمانیوں سے ڈریں اور پرہیزگاری اختیار کریں۔

ہشام نے کہا: تم اپنے آپ کو خلافت کا حقدار سمجھتے ہو اور خلافت کی تمنا کرتے ہو؟

۱۔ فروع کافی، شیخ کلینیؒ، ج ۳، ص ۳۴۸۔ الوافی، فیض کاشانی، ج ۲۲، ص ۴۶، وسائل الشیعہ، حر عاملی، ج ۴۰، ص ۲۷۔ ۷۳

اے کنیز زادہ، تم کب سے خلافت کے خواب دیکھنے لگے۔

جناب زید نے جواب دیا: اللہ کے نزدیک عظمت و برتری میں، اس کے برگزیدہ نبیوں سے زیادہ کوئی نہیں ہے، جب کہ ان میں بھی بعض کنیز زادے تھے۔ اگر شان نبوت میں یہ نقص کا سبب ہوتا تو اللہ ہرگز جناب اسماعیلؑ کو نبی نہ بناتا۔ ہشام یہ بتا کہ اللہ کے نزدیک برتر، نبوت ہے یا خلافت؟ اور پھر اس کے شرف اور اعلیٰ نسبی کا کیا مقابلہ جو رسول خداؐ اور علی مرتضیٰؑ کی ذریت سے ہو۔[۱]

بنی امیہ اور امام سجادؑ کی منطق میں بنیادی فرق یہ تھا کہ بنی امیہ زمانہ جاہلیت کی تعصبانہ منطق کے طرف دار تھے اور امام سجادؑ نیز ان کے بیٹے جناب زید، اسلامی تہذیب وتمدن کے علمبردار تھے جس میں عصر جاہلیت کے کسی بھی تعصب و امتیاز کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔

۳۔ غلاموں سے عفوو گذشت

امام سجادؑ غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ عفوو گذشت، نیکی اور تواضع سے پیش آتے تھے۔

تاریخ میں بے شمار مثالیں درج ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے:

۱۔ امام سجادؑ نے ایک غلام کو کسی مکان کی تعمیر کا کام سونپا۔ غلام نے تعمیر میں کوتاہی کی اور غیر معمولی نقصانات ہوئے۔ امام سجادؑ کو دیکھ کر بہت غصہ آیا اور آپؑ نے تازیانہ سے اس کی مختصر تنبیہ کی جس پر آپؑ کو افسوس بھی ہوا۔

امامؑ اپنے گھر تشریف لائے اور غلام کو بلوایا۔ غلام جب آپؑ کی خدمت میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ آپؑ قمیص اتار کر بیٹھے ہیں۔ غلام خوف زدہ ہوا کہ امامؑ مزید تنبیہ نہ

۱۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی، ج ۴۶ ص ۱۸۶

کریں۔ امام سجادؑ نے تازیانہ اٹھا کر غلام کے ہاتھ میں دیا اور کہا: اے غلام جس طرح میں آج پیش آیا، ایسا میں نے کبھی بھی نہیں کیا اور یہ ایک غیر معمولی اتفاق تھا، لہٰذا تم یہ تازیانہ اٹھاؤ اور اپنا انتقام لے لو۔

غلام نے کہا: آقا خدا کی قسم میں تو یہی سوچ رہا تھا کہ آپؑ نے مجھے مزید تنبیہ کے لئے بلایا ہے۔ اور میں تو تنبیہ کا حقدار بھی ہوں۔ میں کس طرح آپؑ سے انتقام لے سکتا ہوں۔

امامؑ فرماتے ہیں: وائے ہو، تو کیوں نہیں سمجھتا، میری خواہش ہے کہ تو مجھ سے بدلہ لے۔

پھر امامؑ نے فرمایا: معاذ اللہ، جا تو آزاد و بااختیار ہے اور یہ جملہ آپؑ نے کئی بار دوہرایا۔ البتہ غلام، آپؑ کے احترام میں تیار نہیں ہوا۔ لہٰذا امامؑ نے جب دیکھا کہ غلام کسی بھی طرح آمادہ نہیں ہے تو آپؑ نے فرمایا: ٹھیک ہے، اگر تو قصاص اور بدلے پر تیار نہیں ہے تو یہ مکان تجھ پر صدقہ اور اس طرح امامؑ نے وہ مکان اسے دے دیا۔[۱]

۲۔ امامؑ کی ایک کنیز وضو کیلئے، لوٹے سے آپؑ کو پانی دے رہی تھی، اچانک لوٹا کنیز کے ہاتھ سے چھوٹا اور امامؑ کے منہ پر گرا اور آپؑ کا منہ زخمی ہوگیا۔ امامؑ نے سر اٹھا کر کنیز کی طرف رخ کیا تو اس نے اس آیت کی تلاوت کی: {و الکاظمین الغیظ} اور اپنے غصہ پر قابو رکھنے والے۔

امامؑ نے فرمایا: میرا غصہ تھم گیا۔

کنیز بولی: {و العافین عن الناس} اور لوگوں کو معاف کرنے والے۔

امامؑ نے فرمایا: اللہ نے تجھے معاف کیا۔

۱۔ مستدرک الوسائل، نوری طبرسی، ج ۱۸، ص ۲۸۸

کنیز بولی: اور اللہ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جا تو آزاد ہے۔

۳۔روایت ہے کہ امامؑ نے دو مرتبہ غلام کو پکارا، غلام نے کوئی جواب نہ دیا، تیسری بار پکارنے پر جب غلام نے جواب دیا تو امامؑ بولے: بیٹا کیا تم نے میری آواز نہیں سنی؟

غلام بولا: جی سنی تھی۔

امامؑ نے پوچھا: پھر جواب کیوں نہیں دیا۔

غلام بولا: آپؑ کے رویہ سے مطمئن تھا۔

امامؑ نے فرمایا: حمد اس خدا کی میرا غلام میرے اچھے رویہ سے مطمئن ہے۔[۱]

اس طرح کے واقعات غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ امام سجادؑ کے حسن سلوک، آپؑ کی عفو و گزشت اور نرم خوئی کو ثابت کرتے ہیں۔ اور ایسے اخلاق کے نمونے آپؑ کے جد رسول اکرمؐ اور ائمہ طاہرینؑ کی سیرت کے علاوہ کہیں اور نہیں مل سکتے۔

۴۔غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کرنا

امام سجادؑ، غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کیا کرتے تھے۔ سال میں ایک مرتبہ، اجر و ثواب اور لوگوں کے اندر اس فکر کو رائج کرنے کے لئے، اپنے غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کیا کرتے تھے تا کہ اس طرح تمام انسان آزادی میں یکساں اور دوسروں کی بندگی سے رہا ہوں۔

امام سجادؑ نے بہت سے غلاموں اور کنیزوں کو خرید رکھا تھا۔ آپؑ ایک مدت تک

۱۔تاریخ مدینہ دمشق، ابن عساکر، ج ۴۱، ص ۳۸۷

انہیں اپنے ساتھ رکھ کر ان کی تربیت کرتے تھے اور پھر انہیں آزاد کر دیتے تھے۔

بعض مورخین کا کہنا ہے:

''امام سجادؑ ہر سال ماہ مبارک رمضان کی آخری شب کو لگ بھگ بیس غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کرتے تھے''[۱]

امام سجادؑ نے اپنے اعلی انسانی برتاؤ سے بے شمار غلاموں اور کنیزوں کی زندگی بدل دی اور معاشرہ میں انہیں ایک مقام عطا کیا نیز اپنے رویہ سے ان کے دل و دماغ پر اپنی محبت کا نقش بنایا۔ امام سجاد ؑ کے اس برتاؤ کے سبب نہ صرف مسلمانوں کی تعداد بڑھی بلکہ اہل بیتؑ کے چاہنے والوں میں بھی اضافہ ہوا۔

۱۔ موسوعۃ امام زین العابدین، ج ۲، ص ۱۸۱

امام سجاد علیہ السلام اور فقراء کی دستگیری

فقراء و مساکین کے ساتھ برتاؤ میں امام سجادؑ انسانیت کے لئے ایک مثال تھے۔ آپؑ مختلف جہات اور طریقوں سے غریبوں اور ناداروں کی مدد کرتے تھے۔مندرجہ ذیل چند مثالوں سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

ا۔فقراء کے ساتھ نیک برتاؤ

الف۔فقراء کا احترام

امام سجادؑ اپنے غلاموں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے تھے۔ان کے احساسات و جذبات کا خاص خیال رکھتے تھے۔آپؑ سائل کی مدد کرتے وقت اس کے ہاتوں کا بوسہ لیتے تھے تاکہ اسے احساس حقارت نہ ہو۔خود مانگنے والوں کا استقبال کرتے تھے اور انہیں خوش آمدید کہتے ہوئے فرماتے تھے:"خوش آمدید اے میری آخرت کی ذخیرہ"[۱]

ب۔غریبوں سے نرمی

امام سجادؑ فقراء و مساکین سے بے حد محبت سے پیش آتے تھے۔اگر آپؑ کے دسترخوان پر یتیم،مسکین،زمانہ کے مارے اور پریشان حال لوگ بیٹھ کر آپؑ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے،تو آپؑ کو بے حد خوشی ہوتی تھی۔آپؑ اپنے ہاتھ سے انہیں کھانا نکال کر دیتے تھے۔یہی نہیں بلکہ ان کے گھروں تک کھانا اور ایندھن پہنچاتے تھے۔فقراء و مساکین سے آپؑ کی محبت اس قدر شدید تھی کہ آپؑ رات کے وقت درختوں سے کھجوریں نہیں توڑواتے تھے کہ کہیں غریب لوگ رات کی تاریکی میں اس سے محروم نہ رہ جائیں۔ایک مرتبہ جب رات

۱۔بحارالانوار،ج ۴۶ص ۹۸۔المنتظم ابن جوزی،ج ۶ص ۳۲۸۔صفۃ الصفوی،ابن جوزی،ص ۳۲۵

کے اندھیرے میں آپؑ کے ایک خادم نے کھجور کے باغ سے کھجوریں توڑیں، تو امامؑ نے فرمایا: رات کے وقت نہ توڑو!، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسول اللہؐ نے رات کے وقت فصل کاٹنے اور کھجوریں توڑنے سے منع کیا ہے؟ اور آپؑ فرماتے تھے: فصل کاٹتے وقت، سائل کو ضرور دیا کرو۔ یہ سائل کا حق ہے۔[۱]

امام سجادؑ کے دسترخوان پر کھانے کے وقت جب فقراء ومساکین اور پریشان و نادار لوگ بیٹھتے تھے تو امامؑ بہت خوش ہوتے تھے۔ آپؑ اپنے ہاتھوں سے انہیں کھانا دیتے تھے اور اہل وعیال والوں کو گھر کے لئے بھی دیتے تھے۔ آپؑ ہمیشہ کھانے سے قبل صدقہ دیتے تھے۔ الطائی کہتے ہیں: ''علی ابن الحسینؑ صدقہ دینے سے قبل اسے چومتے تھے''[۲]

ج۔ سائل کو رد نہ کرنا

امام سجادؑ سائلوں کو ٹھکرانے کو منع کرتے تھے کیونکہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا ہے، سائل کو رد کرنے سے انسان، نعمتوں کے زوال، ناگہانی مشکلات وغیرہ جیسی چیزوں کا شکار ہوتا ہے۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں؛ میں ایک دن امام علی ابن الحسینؑ کی خدمت میں تھا۔ آپؑ نے نماز ظہر ادا ہی کی تھی کہ دروازہ پر سائل نے دق الباب کیا۔ امامؑ نے فرمایا سائل کی حاجت روائی کرو، اسے ہرگز نہ ٹھکراؤ۔[۳]

امام سجادؑ نے متعدد روایات میں اس عمل کی ضرورت واہمیت کی نشاندہی کی ہے۔

۱۔ نفحات من سیرۃ ائمہ اہل البیت، باقر شریف کریشی، دار الہدی ایران، ص ا

۲۔ مناقب آل ابی طالب، ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۱۶۶

۳۔ فروع کافی، ج ۲، ص ۱۸۔ الوافی، ج ۱۰، ص ۴۱۱

ایک ضرورت مند فقیر کو ٹھکرانا اور اس کی حاجت روائی سے گریز نعمت کے زوال اور اللہ کے غضب کا سبب ہوتا ہے۔ ائمہؑ کی متعدد روایات سے اس بات کو سمجھا جا سکتا ہے۔ لہٰذا، اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ مسلسل اللہ کی نعمتیں اسے ملتی رہیں، تو نہ تو کبھی کسی سائل کو رد کرے اور نہ ہی کسی فقیر و نادار کو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے محروم رکھے۔[۱]

۲۔ مقروض کے قرض کی ادائیگی

امام سجادؑ کا جود وسخا مشہور و معروف تھا۔ مقروض لوگوں کا قرض جتنا بھی ہو، آپؑ ان کی مدد کرتے تھے۔ ایسے بے شمار تاریخی واقعات ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

ذیل میں چند مثالیں قابل ملاحظہ ہیں:

امام سجادؑ محمد بن اسامہ بن زید کی عیادت کے لئے گئے۔ امام سجادؑ کو دیکھ کر، وہ رونے لگے۔ امامؑ نے رونے کا سبب پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ میں قرضدار ہوں۔ امامؑ نے پوچھا: قرض کتنا ہے؟ وہ بولے: پندرہ ہزار دینار۔ امامؑ نے فرمایا: تمہارا قرض میں ادا کروں گا۔[۲]

اس طرح امام سجادؑ نے محمد بن اسامہ کے قرض کے بوجھ کو ہلکا کیا اور ان کے گھر سے نکلنے سے قبل ہی، ان کے قرض کو ادا کر دیا۔

۳۔ عام اطعام

امام سجادؑ کے جود وسخا کی ایک اور نمایاں مثال یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں ہر روز نماز ظہر کے بعد اپنے گھر میں عام ضیافت کرتے تھے۔[۳]

۱۔ نفحات من سیرۃ ائمہ اہل البیت، باقر شریف کریشی، دار الھدی ایران، ص ۱۸۴

۲۔ مناقب آل ابی طالب، ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۱۷۷، سیرہ اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۴۸۱

۳۔ نفحات من سیرۃ ائمہ اہل البیت، ص ۱۸۲

۴۔ غریبوں کی کفالت

امام سجادؑ کی ایک اور نمایاں خوبی یہ تھی کہ مدینہ میں ایک سو غریب خاندانوں کی کفالت کرتے تھے جبکہ ہر گھر خاندان میں اچھے خاصے لوگ ہوا کرتے تھے۔[۱]

۵۔ پوشیدہ اعانت

مدینہ منورہ میں امام سجادؑ جن غریبوں کی مدد کرتے تھے، انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ آپؑ ان کی مدد کرتے ہیں۔ امام سجادؑ کی شہادت کے بعد انہیں احساس ہوا کہ رات کی تاریکی میں ان کی مدد کرنے والے امام سجادؑ ہی تھے۔[۲]

احمد بن حنبل، معمر بن شیبہ بن نعامہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام سجادؑ ایک سو گھروں کی کفالت کرتے تھے، اور کہا جاتا ہے کہ ہر گھر میں خاصی مقدار میں لوگ ہوتے تھے۔ "حلیۃ الاولیاء" کے مولف جناب عائشہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ پوشیدہ صدقہ کسے کہتے ہیں، مدینہ والے نہیں جانتے تھے، اس حقیقت کا اندازہ انہیں علی ابن الحسینؑ کے اس دنیا سے جانے کے بعد ہوا۔[۳]

ذہبی نقل کرتے ہیں کہ مدینہ کے بعض تنگ دست لوگوں کا کہنا تھا کہ پوشیدہ صدقہ کسے کہا جاتا ہے یہ ہمیں جناب علی ابن الحسینؑ کے اس دنیا سے جانے کے بعد معلوم ہوا۔[۴]

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں کچھ گھر ایسے تھے، جنہیں روزمرہ کی ضروریات اور آذوقہ ہر روز رات کے وقت مل جاتا تھا لیکن انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ انہیں

۱۔ مناقب آل ابی طالب، ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۱۶۶

۲۔ صفۃ الصفوی، ابن جوزی، ج ۱، ص ۳۲۶

۳۔ مناقب آل ابی طالب، ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۱۶۶

۴۔ سیرہ اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۴۸۱ ۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۴۱

کون دیتا ہے۔ امام زین العابدینؑ کے اس دنیا سے جانے کے بعد انہیں معلوم ہوا تو پچھاڑیں مار کر رونے لگے۔

پانچویں امامؑ سے روایت ہے کہ امام سجادؑ رات کی تاریکی میں خوراک سے بھری بوری، اپنے کاندھوں پر رکھ کر غریبوں کے گھر پر پہنچاتے تھے۔

آپؑ ان لوگوں کی بھی مدد کرتے تھے جو آپؑ کے پاس آ کر مانگتے تھے۔ ان کی مدد کرتے وقت اپنے چہرہ پر رومال ڈال لیتے تھے کہ کہیں سائل انہیں پہچان نہ لے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رات کی تاریکی میں لوگ اپنے گھروں میں سو جاتے تھے تو امام سجادؑ اپنے گھر کی ضرورت بھر کا اناج نکال کر، بقیہ بوری میں بھر کر کندھوں پر رکھتے تھے اور حاجتمندوں کے گھروں تک پہنچاتے تھے اور آپؑ کے چہرہ پر رومال بندھا ہوتا تھا۔ امامؑ سب کے گھروں تک آذوقہ پہنچاتے تھے اور بہت سے لوگ تو امام کی راہیں تکتے تھے، آپؑ کو دیکھتے ہی کہنے لگتے تھے ”بوریہ والے آ گئے“۔[۱]

ابن عیینہ ابی حمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں کہ امام علی ابن الحسینؑ رات کی تاریکی میں اپنی پشت پر روٹیاں لاد کر مسکینوں کو تلاش کرتے تھے اور فرماتے تھے: شب کے اندھیرے میں صدقہ پروردگار کے غضب کو دور کرتا ہے۔[۲]

ابونعیم اصفہانی اس روایت کو ایک دوسری طرح نقل کرتے ہیں: پوشیدہ صدقہ غضب خدا کو دور کرتا ہے۔[۳]

۱۔ مناقب آل ابی طالب، ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۱۶۶

۲۔ سیرہ اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۴۸۱

۳۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۴۱۶

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں بہت سے گھروں میں نان و آذوقہ ہر روز پہنچتا تھا، لیکن انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ دینے والا کون ہے۔ امام علی ابن الحسینؑ کے اس دنیا سے جانے کے بعد انہیں احساس ہوا کہ رات کی تاریکی میں انہیں آب و دانہ پہنچانے والے آپؑ ہی تھے۔

زہری کہتے ہیں کہ امام زین العابدینؑ کی شہادت کے بعد غسل کے دوران، آپؑ کی پشت پر نشان سا ملا، اس وقت معلوم ہوا کہ وہ ان بوریوں کا نشان تھا جن میں امام سجادؑ رات کی اندھیرے میں غریبوں کے لئے کھانے کی چیزیں ڈھو کر لے جاتے تھے۔ عمرو بن ثابت کہتے ہیں: جب جناب علی بن الحسینؑ کو غسل دیا گیا تو لوگوں نے ان کی پشت پر سیاہ نشان دیکھا اور پوچھنے لگے کہ یہ نشان کس چیز کا ہے؟ تو جاننے والوں نے بتایا کہ یہ ان بوریوں کا نشان ہے جن میں امام (ع) آٹا بھر کر اپنی پشت پر لادتے تھے اور مدینہ کے غریبوں کے درمیان تقسیم کرتے تھے۔ بعض شیعہ راویوں کے مطابق: امام سجادؑ کو غسل کے لئے لٹایا گیا کہ تو آپؑ کی پشت پر اونٹ کے ٹخنوں جیسا گٹے کا نشان تھا جو پشت پر فقیروں کے لئے اناج کی بوریاں لادنے کے سبب ہوا تھا۔

غریبوں کے ساتھ امام سجادؑ کی نرمی اور اچھا برتاؤ اس حد تک بلند و اعلی تھا کہ آپؑ نے کبھی بھی ان کے ساتھ بدسلوکی نہیں کی۔ آپؑ کا یہ عمل، ہم سب کے لئے ایک عظیم سبق ہے کہ ہمیں کس طرح فقیروں اور ناداروں کی مدد کرنی چاہیئے تا کہ ہمارا معاشرہ ترقی اور بلندیوں کی طرف جا سکے۔

امام سجاد علیہ السلام اور رسالہ حقوق

رسالہ حقوق، انسانی معاشرہ کے لئے امام سجادؑ کا ایک عظیم علمی سرمایہ ہے۔ اس رسالہ میں امامؑ نے انسانوں کے اہم حقوق کو بیان فرمایا ہے۔ امام سجادؑ نے عالمی ہیومن رائٹس کے منشور سے صدیوں قبل انسانی حقوق کی توضیح وتبیین کی جس سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انسانی حقوق کے باب میں کس قدر آپؑ کی نگاہ عمیق تھی۔

امام سجادؑ سے مروی حقوق کے اس مجموعہ کو صحیفہ سجادیہ کے بعد ایک اہم علمی مرتبہ حاصل ہے۔ امام سجادؑ نے اس رسالہ میں انسان کا اس کے خدا، اس کے نفس اور دوسری مخلوقات کی بنسبت وظائف وفرائض کو بیان کیا ہے۔ ابن شعبہ حرانی نے ''تحف العقول'' میں اس رسالہ میں ۵۰ حقوق نقل کئے ہیں جبکہ شیخ صدوق نے ''خصال'' میں ۵۱ حقوق کو بیان فرمائے ہیں۔

امام سجاد علیہ السلام اور انسانی حقوق کا بنیادی خاکہ

امام سجادؑ انسانی حقوق کے معمار اور بانی ہیں۔ چودہ صدیوں میں آپؑ وہ پہلی فرد ہیں جس نے انسانی حقوق کی بنیاد رکھی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپؑ ان کی اہمیت وضرورت کا اندازہ رکھتے تھے۔ آپؑ یہ جانتے تھے کہ انسانی حقوق کے بغیر معاشرہ میں سماجی حقوق کی ادائیگی، عدل و انصاف، انفرادی اور اجتماعی تعلقات اور رشتوں میں آپسی احترام، دوسروں کے ساتھ درگزا اور ان کے افکار ونظریات کا لحاظ واحترام کئے بغیر ناممکن ہے۔

رسالہ حقوق کو نصاب تعلیم میں شامل کرنا چاہیئے تا کہ سماج میں طلبہ حق شناس بنیں اور معاشرہ میں انفرادی واجتماعی سطح پر حق شناسی کا شعور آئے اور لوگوں میں درگزر، نرم دلی

اور ایک دوسرے کے احترام کا جذبہ پیدا ہو۔

اگر معاشرہ میں ان حقوق کا تحفظ نہ ہو تو معاشرہ کشیدگی، آپسی اختلافات اور انتشار کا شکار ہوتا ہے اور انسان اگر کم از کم اپنے نفس پر واجب حقوق کو پہچان لے تو معاشرہ میں قانون کا بول بالا اور لوگوں کے درمیان ایک دوسرے کی بنسبت عزت و احترام بڑھتا ہے اور آیہ مبارکہ کی عملی تفسیر و تعبیر ہوتی ہے کہ {وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا[1] ''اور بے شک ہم نے بنی آدم کو کرامت بخشی اور انہیں بحر و بر کا سفر کرایا، انہیں پاک غذاؤں کا رزق دیا، اور اپنی مخلوقات میں بے شمار چیزوں پر انہیں برتری دی۔''

اس آیت میں اللہ نے دین و مذہب، قوم و ملت، اور رنگ و مزاج کی قید کے بغیر تمام انسانوں کے با کرامت و عزیز ہونے کو بیان کیا ہے۔

امام علی بن الحسین ابن علی بن ابی طالب امام سجادؑ نے کربلا کے عظیم سانحہ کے بعد اس رسالہ کی تعلیم دی تھی۔ وہ سانحہ کہ جس میں اسلامی تعلیمات و ہدایات ہی نہیں بلکہ بنیادی انسانی حقوق کو پیروں تلے روندا گیا۔

رسالہ حقوق کے امتیازات و خصوصیات

رسالہ حقوق اس لئے اہم و برتر ہے کیونکہ حقوق کے باب میں اس سے قبل اس نوعیت کا کوئی نسخہ و منشور نہیں تھا جبکہ موجودہ عالمی انسانی حقوق کا سب سے قدیمی منشور صرف دو صدی قبل وجود میں آیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اقوام متحدہ عالمی انسانی حقوق کا منشور

۱۔ سورہ اسراء، آیت: ۷۰

بھی ۱۰/دسمبر ۱۹۴۸ء میں لکھا گیا ہے اور اس میں دراصل فرانس کی تحریک آزادی کے اس منشور سے اقتباس ہے جو ۱۷۸۹ء میں مدون ہوا تھا اور اس میں بنیادی انسانی حقوق سے متعلق کچھ بند شامل تھے۔

حقوق کی تمام کتابوں، منشور اور دستاویزوں پر امام سجادؑ کے رسالہ حقوق کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں موجود حقوق، عالمی انسانی حقوق کے منشور سے کہیں زیادہ ہیں اور اس میں ۵۰/ یا ۵۱/حقوق کا بیان ہے۔امام سجادؑ کا یہ رسالہ، تحف العقول کے مطابق پچاس اور شیخ صدوق کی خصال کے مطابق اکیاون حقوق پر مشتمل ہے۔جبکہ عالمی انسانی حقوق کے منشور میں صرف ۲۹/ بند ہیں۔اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ امام سجادؑ نے رسالہ حقوق میں ان چیزوں کے حقوق کو بھی شامل کیا ہے جن سے عالمی حقوق کی تنظیم نے غفلت کی ہے، جیسے انسانوں پر اللہ کا حق، جو تمام حقوق سے سے افضل و برتر ہے۔

امام سجادؑ نے اللہ کی جانب سے انسانوں پر فرض کردہ حقوق کو بھی بیان کیا ہے، یہی نہیں بلکہ آپؑ نے یہ بھی واضح کیا کہ انسان کا خود اپنے اوپر حق کیا ہے۔

اہم حقوق

امام سجادؑ نے رسالہ حقوق میں لوگوں پر حق اللہ، حق النفس اور دوسرے انسانوں اور چیزوں کے بنسبت حقوق و فرائض کو بیان کیا ہے۔مندرجہ ذیل فہرست میں رسالہ حقوق کی ترتیب ملاحظہ کی جاسکتی ہے؛

۱۔خالق و مخلوق کا حق (حق اللہ اور حق النفس)

۲۔اعضاء و جوارح کا حق جیسے؛ زبان، کان، آنکھ، ہاتھ، پیر، پیٹ اور شرم گاہ جیسی

چیزوں کا حق۔

۳۔افعال و عبادات کا حق   جیسے؛نماز،حج،روزہ،صدقہ اور حق ہدایت وغیرہ۔

۴۔ائمہ اور سربراہوں کا حق جیسے حکمرانوں اور دانشوروں کا حق۔

۵۔رعایا اور زیردستوں کا حق   اس ذیل میں چند حقوق شامل ہیں،، جیسے: رعایا، شاگرد،زوجہ اور غلام و کنیزوں کے حقوق۔

☆رشتہ داروں کے حقوق

رشتہ داروں کے حقوق کی متعدد قسمیں ہیں:

ماں باپ کے حقوق،اولاد کے حقوق،بھائی بہنوں کے حقوق،آقا اور غلام کے حقوق۔

۶۔عام لوگ اور دیگر چیزوں کے حقوق

اس ذیل میں چوبیس حقوق شامل ہیں:

جیسے؛موذن کا حق،امام جماعت کا حق،ہمنشین کا حق،دوستوں کا حق،پڑوسی کا حق، شریک اور پارٹنر کا حق،بزرگوں کا حق،چھوٹوں کا حق،مسلمانوں کا حق،کافر ذمی کا حق۔۔۔وغیرہ۔

قابل غور بات یہ ہے کہ امام سجادؑ نے رسالہ حقوق کے آخری حصہ میں مسلمانوں کے حقوق کو بیان فرمایا ہے۔مسلمان جس فرقہ اور مکتب فکر سے ہو،اسے یہ حق ہے کہ وہ اپنے اعتقادات اور دینی احکامات و عبادات کی پیروی کرے۔مسلمانوں کے حقوق کے بعد امام سجادؑ نے ایک حکومت و مملکت میں بسے لوگوں کے حقوق بیان کئے ہیں۔ان کا دین و مذہب کچھ بھی ہو،انسان ہونے کے اعتبار سے سب یکساں اور ایک ملک میں رہنے والے ہیں۔لہذا ملک کا باشندہ ہونے کے اعتبار سے انہیں مکمل آزادی ہونی چاہیئے کہ اپنے دینی

رسومات پر دوسروں کے درمیان نشر و تبلیغ کے بغیر عمل کریں۔ انہیں پورا حق ہے کہ وہ اپنے دین و شریعت کے مطابق نکاح وطلاق وغیرہ جیسے زندگی میں درپیش مسائل، آزادی سے انجام دیں۔ چنانچہ امام سجادؑ کافر ذمی کے حوالے سے فرماتے ہیں: اہل ذمہ کا حق یہ ہے کہ جو چھوٹ انہیں اللہ نے دی ہے، تم بھی انہیں دو اور جب تک وہ اللہ کے ساتھ کئے عہد پر پابند رہیں ہرگز ان پر سختی نہ کرو۔[1]

رسالہ حقوق ایک اہم تاریخی سرمایہ ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس کی تعلیم وتحقیق ہو۔ چنانچہ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اہل بیتؑ فکر کی کس بلندی پر فائز تھے اور کس قدر آپؑ کی سیرت ورفتار الٰہی رنگ میں ڈوبی تھی۔

رسالہ حقوق اور سماجی عدل وانصاف

اسلامی معاشرہ کی سب سے بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ معاشرہ کے لئے ایسے اصول وضوابط بنائیں جن سے لوگوں کے درمیان آپسی تعلقات بحال رہیں اور تمام الٰہی ادیان اور شریعتوں کا یہی نصب العین رہا ہے۔ رسالہ حقوق میں موجود خالق ومخلوق کے درمیان موجود حقوق کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے اسلام کے تمام احکام واحد نصب العین اور بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان تمام فردی اور اجتماعی زندگی میں ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا احساس وشعور جاگے۔

معاشرہ میں سماجی، اقتصادی یا اداروں میں عدل وانصاف رائج ہونے کے لئے ضروری ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے حقوق کا پاس ولحاظ کریں اور تمام شرعی احکام کی

۱۔ الوافی، ج۶،ص ۱۳۴

اساس و بنیاد بھی انہیں حقوق پر استوار ہوں۔ اسی ضرورت کے پیش نظر، امام سجادؑ نے تمام مسلم وغیر مسلم دانشوروں اور ماہرین قانون پر سبقت لی اور انسانی معاشرہ کے لئے ایسے حقوق مدون کئے جن پر معاشرہ کے تمام اخلاقی اور تربیتی اصول کا دار و مدار ہے۔

رسالہ حقوق کے آغاز ہی میں امام سجادؑ نے یہ واضح کیا کہ انسان کی زندگی ایسے حقوق کے حصار میں ہے جن کی شناخت اور معرفت اس کا بنیادی فریضہ ہے۔ اس کے بعد حق اللہ کو بیان کیا جو سب سے عظیم اور برتر حق ہے اور پھر اس کے بعد حق اللہ پر مبنی وہ حقوق جو اللہ نے انسان کے نفس پر واجب کئے ہیں۔ حق النفس کے باب میں امامؑ نے یہ بتایا کہ انسان کا اپنے نفس سے متعلق کیسا سلوک ہو، اس کے بعد امامؑ نے حق الناس کے باب میں انسانوں کا ایک دوسرے سے سلوک کیسا ہو۔ اس باب میں امامؑ نے حکام و رعایا، خاندان و رشتہ دار، دوست واحباب اور پڑوسیوں کے حقوق کو واضح کیا۔ اسی ضمن میں امامؑ نے دیگر ذوی الحقوق کے حقوق کو واضح کیا، جیسے موذن، امام جماعت، ہمنشین، شریک تجارت، قرض دار، دشمن، مشاور و مشورہ مانگنے والے، نصیحت کرنے یا نصیحت لینے والے، سائل اور دینے والے، بڑے چھوٹے وغیرہ کے حقوق، یہی نہیں بلکہ امامؑ نے رسالہ حقوق میں کافر ذمی اور مسلمانوں کے درمیان رہنے والے دیگر غیر مسلم لوگوں کے حقوق کو بھی بیان کیا ہے۔

ہم پر واجب ہے کہ ہم امام سجادؑ کے رسالہ حقوق پر خصوصی توجہ دیں اور لوگوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ اسے رائج کریں تاکہ ہر انسان خود پر فرض تمام فردی، سماجی اور معاشی حقوق کو پہچانے تاکہ معاشرہ میں عدل وانصاف رائج ہو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین

مصادر واسناد

۱۔قرآن مجید

۲۔ابن اللثیر ،بوالحسن عیط بن بی الرم محمد بن محمد بن عبدالریم بن عبدالواحد الشیبانی (ت ۶۳۰ھ سنہ)،الکامل فی التاریخ ،مراجعہ اور تصحیح: محمد یوسف الرقاق ،دارالکتب العلمیۃ ،بیروت ۔لبنان ،چوتھی طبع ۱۴۲۴ھ سنہ ۲۰۰۳ء۔

۳۔ابن الجوزی ،بوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد (ت ۵۹۷ھ سنہ)،المنتظم فی تاریخ الامم والملوک ،دارالکتب العلمیہ ،بیروت ۔لبنان ،پہلی طبع ۱۴۱۲ھ سنہ ۱۹۹۲ء

۴۔ابن الجوزی ،بوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد (ت ۵۹۷ھ سنہ)،صفۃ الصفوۃ ،تحقیق: د۔عبدالحمید ہنداوی ،المکتبۃ العصریہ ،بیروت لبنان ،طباعت ۱۴۳۰ھ سنہ ۲۰۰۹ء

۵۔ابن قتیبہ الدینوری ،بومحمد عبداللہ بن عبدالمجید بن مسلم (ت ۲۷۶ھ سنہ ۸۸۹ء)، عیون الخبار ،دارالکتب العلمیہ ،بیروت ،تیسری طبع ۱۴۲۴ھ سنہ ۲۰۰۳ء

۶۔ابن شعبہ الحرانی ،ابومحمد الحسن بن علی بن الحسین ،تحف العقول عن آل الرسول ،تصحیح و تعلیق: علی اکبر غفاری ،موسسہ النشر الاسلامی ،قم ،دوسری طبع ۱۴۰۴ھ سنہ۔

۷۔ابن طاووس ،ابو القاسم علی بن موسی بن جعفر بن محمد ۶۶۴ھ سنہ، مہج الدعوات ومنہج العبادات ،موسستہ الاعلمی للمطبوعات ،بیروت ،تیسری طبع ۱۴۳۲ھ سنہ ۲۰۱۱ء

۸۔ابن عساکر ،ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عساکر الدمشقی (ت ۱۱۷۶ء سنہ)، تاریخ مدینہ دمشق ،دارالفکر ،بیروت ،طباعت سن ۱۴۱۵ھ سنہ۔

۹۔الاصفہانی ،ابونعیما حمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی (ت ۴۳۰ھ سنہ

۱۰۳۸ء)، حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء، تحقیق: سامی ابو جاہین، دار الحدیث، القاہرة مصر، ۱۴۳۰ھ، ۲۰۰۹ء

۱۰۔ البیشوائی، مہدی، سیرة الائمہ الاثنی عشرة، دار الکاتب العربی، بیروت لبنان، پہلی طبع ۱۴۲۶ھ ۲۰۰۵ء

۱۱۔ الحر العاملی، ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی (ت ۱۱۰۴ھ)، تفصیل وسائل الشیعة الی تحصیل مسائل الشرعیہ، موسسہ آل البیت لاحیاء التراث، بیروت، لبنان، پہلی طبع ۱۴۱۳ھ ۱۹۹۳ء

۱۲۔ الحسینی، محسن، موسوعة الامام زین العابدینؑ، دار المحجة البیضا، بیروت لبنان، پہلی طبع ۱۴۳۵ھ ۲۰۱۴ء

۱۳۔ الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (ت ۷۴۸ھ)، سیر اعلام النبلاء، المکتبة العربیہ، بیروت، پہلی طبع ۱۴۳۵ھ ۲۰۱۴ء

۱۴۔ الری شہری، محمد، میزان الحکمة، موسسة دار الحدیث الثقافیة، بیروت، لبنان، پہلی طبع ۱۴۱۹ھ۔

۱۵۔ زین العابدین، الامام علی بن الحسن بن علی بن ابی طالبؑ، الصحیفة السجادیة الکاملة، موسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت لبنان، پہلی طبع ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء

۱۶۔ الشریف الرضی، بو الحسن محمد بن بی احمد الحسین بن موسی ابن محمد بن موسی بن ابراہیم ابن الامام موسی الکاظم (ت ۴۰۶ھ ۱۰۱۵ء)، نہج البلاغة للامام علی ابن ابی طالب، شرح الشیخ: محمد عبدہ، دار البلاغ، بیروت۔ لبنان، چوتھی طبع ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء

۱۷۔ الصدوق، ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی (ت ۳۸۱ھ)، الامالی، موسسۃ البعثیۃ، قم، پہلی طبع ۱۴۱۷ھ

۱۸۔ الصدوق، ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی (ت ۳۸۱ھ)، الخصال، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت - لبنان، پہلی طبع ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء

۱۹۔ الطبرسی، المیرزا حسین بن محمد تقی بن علی محمد بن تقی النوری (ت ۱۳۲۰ھ)، مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، دار الهدایۃ، بیروت - لبنان، پانچویں طبع ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۱ء

۲۰۔ الطبرسی، ابو علی الفضل بن الحسن (ت ۵۴۸ھ)، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، دار المعرفۃ، بیروت - لبنان، پہلی طبع ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء

۲۱۔ الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب (ت ۳۱۰ھ ۹۲۳ء)، تاریخ الطبری: تاریخ الامم والملوک، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، دوسری طبع ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء

۲۲۔ الفیض الکاشانی محمد بن مرتضی (ت ۱۰۹۱ھ)، کتاب الوافی تحقیق: السید علی عبد المحسن بحر العلوم، دار احیا التراث العربی، بیروت لبنان، پہلی طبع ۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱ء۔

۲۳۔ القرشی، باقر شریف، نفحات من سیرۃ ائمہ اہل البیتؑ، دار الهدی، قم، پہلی طبع ۱۴۲۴ھ۔

۲۴۔ الکلینی، محمد بن یعقوب (۳۲۹ھ)، اصول الکافی، ترتیب، تصحیح وتعلیقہ: الشیخ محمد جعفر شمس الدین، دار التعارف للمطبوعات، بیروت - لبنان، طباعت سن ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء

۲۵۔ الکلینی، محمد بن یعقوب (۳۲۹ھ)، اصول الکافی، ترتیب، تصحیح وتعلیقہ: الشیخ محمد جعفر شمس الدین، دار التعارف للمطبوعات، بیروت - لبنان، طباعت سن ۱۴۱۳ھ ۱۹۹۲ء

۲۶۔ المتقی الهندی، علاالدین علی بن حسام الدین (ت ۹۷۵ھ ۱۵۶۷ء، کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال، موسستہ الرسایہ، برروت - لبنان، طباعت ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء

۲۷۔ المجلسی محمد باقر بن محمد تقی (ت ۱۱۱۱ھ، بحار الانوار الدرر خبار الائمۃ الاطهارر، موسستہ ہل البیت، قم، چوتھی طبع ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء

تعارف مؤلف

علامہ ڈاکٹر شیخ عبد اللہ احمد کاظم محمد یوسف الیوسف سعودی عرب کے مشرقی حصہ میں قطیف کے شہر حلہ میں سنہ ۱۳۸۳ھ بمطابق ۱۹۶۴ء میں پیدا ہوئے۔

آپ معاصر کے ایک اسلامی مفکر اور دانشور ہیں۔آپ نے حوزہ علمیہ قم کے بزرگ مراجع تقلید کے دروس خارج میں کسب فیض کیا اور ان سے اجازت حدیث بھی حاصل کیا ہے۔

۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۱ء میں جامعۃ المصطفی العالمیۃ سے آپ نے اسلامی فقہ و معارف میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور اس کے بعد وطن قطیف کے شہر حلہ میں مسجد رسول اعظمؐ میں بحیثیت امام جماعت مشغول خدمت ہوگئے۔ یہ ایک نئی مسجد تھی جس کی تعمیر سنہ ۱۴۳۲ھ میں ہوئی تھی۔

فقہ، قرآن اور علم و ثقافت جیسے عناوین پر ہونے والی متعدد بین الاقوامی، خلیجی اور علاقائی کانفرسوں میں شرکت آپ کا اعزاز رہا ہے۔آپ کی اہمیت و دانائی کے پیش نظر متعدد رسالوں، کتابوں اور ویب سائٹس پر آپ کا زندگی نامہ شایع ہو چکا ہے۔

آپ ایک کہنہ مشق خطیب اور مقرر بھی ہیں۔آپ کی تقاریر اور ٹاک شوز جو متعدد ٹی وی اور سٹلائیٹ چینلز پر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

فقہ و تاریخ، اسلامی افکار و اقدار، جوانی، خواتین، علماء و دانشور اور اسلامی معاشرہ وغیرہ

جیسے عناوین پر اب تک آپ کی ۶۷ کتابیں شایع ہو چکی ہیں ۔عصر حاضر کے جوانوں اور خواتین کے موضوع کو آپ نے خاصی اہمیت دی ہے ۔اس سلسلہ میں کئی کتابیں، مقالات و مضامین بھی تحریر کئے ہیں من جملہ دور حاضر اور مستقبل میں درپیش جوانوں کے مسائل و مشکلات ، جوان اور عصری تقاضے،خواتین اور بدلتا زمانہ اور جوانی کے تقاضے وغیرہ جیسی کتابوں کا نام لیا جاسکتا ہے۔

آپ کی تالیفات وتحقیقات کئی معروف علمی رسالوں اور مجلوں میں شایع ہو چکے ہیں ۔ان مضامین دینی موضوعات کے عصری علوم کی ترقی و پیشرفت سے متعلق موضوعات موجود ہیں ۔(Turnintin Passed Research)

انگریزی،ترکی،آذری،فارسی،سواحلی اوراب اردوجیسی معروف زبانوں میں آپ کی کتابیں نشر ہو چکی ہیں ۔

آپ کی آڈیو لائبریری ہے جس میں ۶۰۰ سے زائد تقاریر ہیں، جو آپ کے افکار و نظریات کی ترجمان ہیں ۔

http://www.alyousif.org آپ کا ویب سائیٹ جس پر آپ سے متعلق مزید تفصیل دست یاب ہو سکتی ہے ۔

بارگاہ خدا میں دعا ہے کہ وہ موصوف کو مزید زور قلم عطا کرے تا کہ عالم اسلام ان کے علمی خدمات ورشحات قلم سے فیضیاب ہو سکے ۔

مرزا عسکری حسین کویت

مولف : حجۃ الاسلام والمسلمین
ڈاکٹر مولانا عبداللہ احمد الیوسف (قطیف)

مترجم : حجۃ الاسلام والمسلمین
مولانا میرزا عسکری حسین، مقیم کویت

امام سجاد علیہ السلام اور انسانی تربیت

واقعہ کربلا کے بعد امام سجادؑ نے معاشرہ میں لوگوں کی علمی اور دینی تربیت پر خاص توجہ دی۔ امام سجادؑ کا نصب العین تھا کہ معاشرہ میں ایسے لوگ تیار ہوں جو معاشرہ کی دینی قیادت کی باگ ڈور سنبھالیں اور اسے انحراف و کجروی سے بچائیں نیز علم و دانائی کو عام کریں۔

امام سجادؑ نے اس مہم کو بطور احسن انجام دیا اور معاشرہ میں انسانوں کی تعلیم و تربیت میں خاص توجہ دی کیونکہ اس پر آشوب دور میں تنہا آپؑ ہی کی ذات تھی جو سماج کو تہذیب و ثقافت کے اعتبار سے پروان چڑھائے۔

معاشرہ میں انسانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے امام سجادؑ نے مندرجہ ذیل تدابیر کو اپنا نصب العین بنایا:

لوگوں کی روحانی تربیت (دعاؤں کے ذریعہ تربیت)
انسانی کی قدر و منزلت کی پاسداری (غلاموں کی تربیت)
معاشی تربیت (فقراء اور تنگ دست لوگوں کی دستگیری)
اور حقوق کی پاسداری (رسالہ حقوق)۔

نشر و توزیع
ادارۂ اصلاح بتعاون امام المہدیؑ ٹرسٹ
طبعہ الاولی ۲۰۲۱ء

IDARA-E-ISLAH
ISBN 938747966-8

IDARA-E-ISLAH
Masjid Deewan Nasir Ali
Murtaza Husain Road, Lucknow-226003 U.P. INDIA
Ph. & Fax: 0091-522-4077872,www.islah.in
E-mail: mahnamaislah@gmail.com,islah_lucknow@yahoo.co.in